ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن عقیدہ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِه شَيْـًٔا



اسلامی عقائد

زیر سرپرستی

دامت برکاتہم
حضرت مفتی احمد صاحب خانپوری

سرپرست جامعہ ادگاوں وشیخ الحدیث جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل

باہتمام

مولانا احمد اللہ صاحب ایرانی مدظلہ

مہتمم جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاوں



جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاوں

گٹ نمبر/ ۱۰۹۹ اشرول روڈ تعلقہ شرول ضلع کولہاپور مہاراشٹر



آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اِس دور میں مسلمانوں کے لیے صرف ''دو پناہ گاہیں'' ہیں، ایک ''دینی مدارس، دوسرے تبلیغی کام'' مدارس دین کے قلعے ہیں، اور دین کی بقا، علمِ دین کے بقا سے ہی ہو سکتی ہے، اور اگر یہ مدارس باقی نہ رہے اور مسلمانوں کی قوت وشوکت باقی بھی ہو، تو قابل اعتنا نہیں۔ (تلخیص از دار العلوم دیو بند اور مدارس اسلامیہ)

مدارسِ عربیہ دینی تعلیمات کے تحفظ، کتاب وسنت کی اشاعت، اور مسلم معاشرے کی اصلاح وحفاظت کے لیے یہ اسلامی گروکُل تعمیر کیے گئے ہیں کہ اِن سے دین کے سچے ومخلص خادم اور اسلام کے جاں باز وجرأت مند سپاہی تیار کیے جائیں، ''جامعہ خیر العلوم ادگاؤں'' بھی اُن ہی مدارس اسلامیہ عربیہ کی ایک سنہری کڑی ہے، جہاں مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنی اور نبوی تعلیمات واخلاقی تربیت سے آراستہ کیا جاتا ہے، اُن ہی مہمانانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قیام کے لیے جامعہ میں ''دارالاقامہ'' کی تعمیر کا کام جاری ہے، جس کا تقریباً دو کروڑ روپیے کا خرچ ہے، اب تک اس میں چالیس لاکھ روپیے تقریباً خرچ ہوئے ہیں اور ابھی کام باقی ہے، لہذا آپ حضرات اپنے لیے، اپنے والدین، رشتہ داروں کے ایصالِ ثواب کے لیے اس میں حصہ لے کر آخرت کا سامان تیار فرمائیں۔ فقط والسلام

مہتمم جامعہ خیر العلوم ادگاؤں

ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن عقیدہ

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـــًٔا

اسلامی عقائد

زیر سرپرستی

حضرت اقدس مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم

سرپرست جامعہ ادگاؤں وشیخ الحدیث جامعہ تعلیم الدین ڈابھیل

باہتمام

حضرت مولانا احمد اللہ صاحب ایرانی مُدّظلہ

مہتمم جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں

بن حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب ایرانی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مہتمم جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں

ناشر

جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں

تفصیلات

نامِ کتاب	:	اسلامی عقائد
کمپیوزنگ	:	مولانا ناصر صاحب و مولانا اشفاق صاحب
نظرِ ثانی	:	مفتیانِ عظام دارالافتاوالارشاد جامعہ خیر العلوم ادگاؤں
باہتمام	:	مولانا احمد اللہ صاحب ایرانی مہتمم جامعہ خیر العلوم ادگاؤں
اشاعت اول	:	۲۰ رشعبان المعظم ۱۴۳۹ھ - ۷ رمئی ۲۰۱۸ء
ناشر	:	شعبۂ نشر واشاعت جامعہ خیر العلوم ادگاؤں

فہرست عناوین

جامعہ کی سالانہ رپورٹ ومختصر تعارف

جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں اللہ تعالی کے فضل وکرم اور اس کی نصرت پر تقریباً ۴۹؍سال سے اشاعتِ سنت، تعلیم دین، دعوت وتبلیغ اور تزکیۂ نفوس کی خدمات بہ حسن وخوبی انجام دے رہا ہے، اللہ تعالی اس کی خدمات کو قبول فرمائے، مزید ترقیات عطا فرمائے اور اس کے معیارِ تعلیم وتربیت کو بلند سے بلند تر فرمائے۔ آمین

جامعہ کے تعلیمی شعبے:

الحمدللہ جامعہ میں اس وقت درجات ناظرۂ قرآنِ کریم کی پانچ کلاسیں، حفظ کی چھ کلاسیں ہیں، جن میں ابتدا ہی سے تجوید کا لازماً اہتمام کیا جاتا ہے، نیز درجات علمیت میں درجۂ اردو دینیات سے دورۂ حدیث شریف تک کی مکمل تعلیم جاری ہے، جامعہ سے سات سالوں میں ۳۸؍علمائے کرام، شروع سے اب تک ۵۲۳؍حفاظ کرام فارغ ہو چکے ہیں، جو دینی خدمات میں مصروف ہیں، اللہ تعالی ان کی خدمات کو قبول فرمائے۔ آمین

اس وقت جامعہ میں ۲۹۰؍طلبۂ کرام زیرِ تعلیم ہیں، جو قرآنی علوم اور نبوی اخلاق سے آراستہ ہو رہے ہیں، اِن تمام طلبہ کے کھانے پینے، رہنے سہنے اور دوائی وغیرہ کا مکمل خرچ جامعہ ہی برداشت کرتا ہے، دو وقت کا کھانا، دو وقت کا ناشتہ، ماہانہ وظیفہ، غریب طلبہ کے آنے جانے کا کرایہ، کپڑے، صابن، موسمِ سردی وگرمی کے مطابق ان کی تمام ضروریات کا انتظام خود جامعہ کرتا ہے؛ تاکہ ذہنی یکسوئی اور اطمینان کے ساتھ طلبہ تحصیلِ علومِ نبوی میں مصروف رہیں، اللہ تعالی اپنی شانِ ربوبیت سے اِن کی بہترین تربیت فرما کر نبوی علوم اور اخلاق سے آراستہ فرمائے۔ آمین

قوانینِ داخلہ:

داخلے کے وقت طلبہ سے کوئی داخلہ فیس نہیں لی جاتی ہے؛ لیکن جن حضرات کو اللہ تعالی نے مال ودولت سے نوازا ہے، اور وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں تو ایسے حضرات اپنی اولاد کو اپنے خرچ سے پڑھائیں؛ تاکہ زکوٰۃ وصدقات کے مال سے حفاظت ہو۔

جامعہ میں داخلے کے لیے ۱۲/سال کی عمر ہونا لازم ہے، نیز داخلے کے لیے-طالب علم اور والی دونوں کا-آدھار کارڈ، راشن کارڈ، پیدائش (جنم) داخلہ اور چار چار فوٹو لانا ضروری ہے۔

جامعہ کی تعلیمی سرگرمی:

جامعہ میں تجوید وقراءت پر خصوصی توجُّہ دی جاتی ہے، نورانی قاعدہ پڑھنے والے طلبہ اور درجات حفظ سے لے کر درجہ عربی سوم تک تجوید لازمی ہے، اِس شعبہ میں تحسین وعمدگی پیدا کرنے کے لیے ایک انجمن لجنۃ القراء کے نام سے جاری ہے، امسال ۱۹/جمادی الاخری ۱۴۳۹ھ مطابق ۸/مارچ ۲۰۱۸ء کو اس کا سالانہ مسابقہ ہوا، جس میں جامعہ ڈابھیل کے عالی وقار مہتمم حضرت مولانا احمد بزرگ صاحب دامت برکاتہم بہ حیثیتِ صدرِ جلسہ تشریف لائے، اس مسابقہ میں جامعہ کے اٹھارہ طلبہ نے حصہ لیا، اول، دوم، سوم نمبرات سے کامیاب ہونے والے اور تمام حصہ لینے والے طلبہ کو کتابوں کا قیمتی سرمایہ دیا گیا۔

الحمدللہ پچھلے دوسال سے جامعہ میں ''قراءتِ سبعہ، ثلاثہ وعشرۂ کبیر'' شروع ہے۔

نیز طلبہ میں اردو اور عربی زبان میں تقریری صلاحیت پیدا کرنے اور انھیں میدانِ خطابت کا کامیاب شہ سوار بنانے کے لیے دو انجمن قائم ہیں: ایک ''انجمن جمعیۃ الطلبہ'' اور دوسری ''المخطبۃ الفصیحۃ باللغۃ العربیۃ'' کے نام سے موسوم ہے، اِن انجمنوں میں ہفتے میں ایک مرتبہ جمعرات کے دن بعد مغرب مشق وتمرین کا پروگرام ہوتا ہے۔

ابتدائی سال میں یہ انجمنیں افتتاحی اجلاس منعقد کرتی ہیں، پھر سال کے اخیر میں اختتامی پروگرام بھی کرتی ہیں، اس سال بھی ماہِ جمادی الاخری میں اِن انجمنوں کے اختتامی ومسابقتی پروگرام منعقد ہوئے تھے، جس میں مساہمین اور کامیاب ہونے والوں کو جامعہ کی طرف سے انعامات کی شکل میں قیمتی کتابیں دی گئیں۔

دیگر شعبوں کی طرح ایک شعبہ ''حمد، نعت ونظم'' کا ہے، جس میں طلبہ بڑے شوق ذوق کے ساتھ حمد ونعت پڑھنے کی مشق کرتے ہیں، اور اِس کا بھی سالانہ مسابقہ ہوتا ہے، اللہ تعالی جامعہ اور اُس کے تمام شعبوں کو ترقی عطا فرمائے اور نظرِ بد سے محفوظ فرمائے۔ آمین

جامعہ کی زیرنگرانی چلنے والے مکاتب و مدارس:

جامعہ کی دو براہِ راست شاخیں چلتی ہیں، ایک مدرسہ دارالعلوم ام المؤمنین کے نام سے میرج میں، جہاں تقریباً پچاس طلبہ ناظرہ اور حفظ کی تعلیم حاصل کررہے ہیں، دوسری شاخ مدرسہ احمدیہ محمودیہ بدرالعلوم کے نام سے اچل کرنجی میں، وہاں بھی تقریباً ۴۰ رطلبہ زیر تعلیم ہیں، دونوں شاخوں کا مکمل تعلیمی نظام، اساتذہ کا تقرر، امتحانات کا انتظام وغیرہ جامعہ ہی سے ہوتا ہے۔

مولانا عبدالصمد صاحب نائب مہتمِم جامعہ کی زیرِنگرانی جامعہ کی طرف سے اطراف واکناف - بستواڑ، آلاس، شیرڑشال، جےسنگپور، اگر، گورواڑ، گھالواڑ، اچل کرنجی، چالیس گاؤں ضلع ناسک - میں کئی مکاتب چل رہے ہیں، وہاں پڑھانے والے اساتذہ کی تن خواہ وغیرہ بھی جامعہ کی طرف سے دی جاتی ہے، قرب وجوار میں جامعہ کے بعض اساتذہ امتحان کے لیے بھی جاتے ہیں، الحمدللہ تعلیم بھی اطمینان بخش ہے۔

حجاج تربیتی کیمپ:

گذشتہ چند سالوں سے حج کے مبارک سفر سے پہلے عازمین حج کے لیے جامعہ کے مفتیان کرام کی نگرانی میں ایک تربیتی کیمپ لگایا جارہا ہے، جس میں حج وعمرہ کا طریقہ، مسائل نیز مدینۂ منورہ کی حاضری کے آداب وغیرہ سکھائے جاتے ہیں، ان شاء اللہ آئندہ بھی یہ پروگرام ہوتا رہے گا۔

تحفظ شریعت:

فرقِ باطلہ کے ردوتعاقب کے لیے اس شعبے کا قیام عمل میں آیا ہے، علاقے میں جہاں کہیں بھی گمراہ فرقے کی سرگرمی محسوس ہو تو اہلِ حق علما، بڑے مدارس اور جامعہ کو اس کی اطلاع دیں؛ تاکہ بروقت اس کو ختم کیا جاسکے، اللہ تمام فرق باطلہ سے امت کی حفاظت فرمائے اور امت کو عقائد حقہ پر ثابت قدم رکھے اور ان پر جمے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خانقاہی نظام:

الحمدللہ! امت کی صلاح وفلاح کی غرض سے حضرت مفتی صاحب کے حکم اور حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قدیم دستور کے مطابق خانقاہی نظام برابر جاری ہے، ہر سال رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف بھی ہوتا ہے، اب یہ سلسلہ حضرت مولانا کے انتقال کے بعد بھی جاری ہے۔

شعبۂ دعوت وتبلیغ:

جامعہ میں قدیم دستور کے مطابق حلقے کے ذمہ داروں کے مشورے سے طے شدہ رخ کے مطابق جمعرات کے روز بعد نمازِ عصر ۲۴ر گھنٹے کی جماعت نکلتی ہے، اور جمعہ کے روز عصر کے بعد واپس ہوتی ہیں۔

جامعہ کا دارالافتا والارشاد:

روزمرّہ کے مسائل معلوم کرنے کے لیے ہمیشہ عوام الناس، علمائے کرام اور مفتیانِ عظام کی طرف رجوع کرتے ہیں، اسی لیے ہر بڑے ادارے میں باقاعدہ دارالافتا قائم ہوتا ہے، گزشتہ چند سالوں سے جامعہ ہذا میں بھی یہ شعبہ قائم ہوا ہے، یہ شعبہ سُوالات کے جوابات پوری تحقیق وتفتیش کے بعد فراہم کرتا ہے، مسلمانوں کے انفرادی واجتماعی مسائل میں تحریری فتاوی کی صورت میں اُن کی رہ نمائی کرتا ہے، امسال (۳۸) اور اب تک کل (۲۶۱) سُوالات کے جوابات دیے گئے ہیں، اور کئی میراث کے معاملات حل کیے گئے ہیں، نیز اِس کے علاوہ کئی افراد خود حاضر ہوکر زبانی مسائل معلوم کرتے ہیں اور فون کے ذریعے بھی مسائل میں لوگوں کی شرعی رہ نمائی کی جاتی ہے۔

جامعہ کے سالانہ مصارف:

دن بہ دن ضرورت کی چیزوں میں بڑھتی ہوئی قیمتوں کی وجہ سے سالانہ مصارف بھی بڑھتے جارہے ہیں؛ مگر خدا کے فضل وکرم اور مخیّر حضرات کی سخاوتوں سے کام چل رہا ہے۔

امسال بھی اساتذہ کی تنخواہوں، کتابوں اور دوائی کا خرچ 54,49,387 چون لاکھ انچاس ہزار تین ستاسی روپیے ہوئے، اناج، کرانہ، دودھ، گیس، لائٹ کا خرچ ستائیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار دو سو ساٹھ روپیے 27,66,260 ہوئے، اس کے علاوہ سال بھر میں ہونے والے سفر خرچ، کرایہ جات، جنریٹر، ہارڈویر، الیکٹریک، فرنیچر، اور جنرل خرچ نیز سرکاری کاموں کے لیے خرچ ہونے والی رقم 4,10,938 چار لاکھ دس ہزار نو سو اڑتیس روپیے ہے، اس سال جامعہ کا کل خرچ چھیاسی لاکھ چھبیس ہزار پانچ سو پچاسی روپیے 86,26,585 ہوا ہے۔

تعمیری خرچ:

دار الاقامہ کی تعمیر اور مہمان خانہ کی مرمت کے لیے 36,94,978 چھتیس لاکھ چورانوے ہزار نو سو اٹھہتر روپیے خرچ ہوئے۔

عزائم:

دار الاقامہ کا تعمیری کام شروع ہے، جس کا تقریباً دو کروڑ روپیے کا خرچ ہے، اب تک تقریباً چالیس لاکھ روپیے کا کام ہوا ہے، اور ابھی کام باقی ہے، لہذا آپ حضرات اپنے لیے، اپنے والدین، رشتہ داروں کے ایصالِ ثواب کے لیے اس میں حصہ لے کر آخرت کا سامان تیار فرمائیں، نیز عافیت وسہولت کے ساتھ اس کی تکمیل کے لیے تمام حضرات سے خصوصاً دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

اس کے بعد ایک لائبریری کی تعمیر کا ارادہ ہے، طلبہ کے مطالعے کے لیے ایک لائبریری کی ضرورت ہے، اس کے لیے تمام حضرات دعا اور تعاون دونوں فرماتے رہیں اللہ تعالی اس کے لیے اسباب مہیا فرمائے۔ آمین۔ فقط والسلام

مولانا احمد اللہ مولانا اسعد اللہ صاحب ایرانی مدظلہ

مہتمم جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں

اسلامی عقائد

ایمان کا بیان

''ایمان'' عربی زبان میں کسی کی بات کو کسی کے اعتماد پر یقینی طور سے مان لینے کو کہتے ہیں، اور شریعت میں رسول کی خبر کو محض رسول کے اعتماد پر مشاہدہ کیے بغیر یقینی طور سے مان لینے کو کہتے ہیں۔

ایمان کی مفصل تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات پر، اس کے فرِشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، آخرت کے دن پر، اور اس بات پر کہ اچھی بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور موت کے بعد دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔[١]

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے متعلق عقائد

(١) اللہ تعالیٰ ایک ہے، وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا ہے۔

(٢) اس میں تمام اچھی صفات کامل طور پر موجود ہیں، جو نہ کبھی بدلیں گی، نہ ہی ختم ہوں گی۔

(٣) کوئی چیز اس کی طرح نہیں، وہ سب سے نرالا ہے، وہ مخلوق جیسے ہاتھ پاؤں، ناک، کان اور شکل وصورت سے پاک ہے، اس کی ذت کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا، ہم اللہ تعالیٰ کو اس کی صفات کمالیہ سے پہچانتے ہیں، مثلاً یہ کہ اللہ خالق ہے، رازق ہے، رحمٰن ہے وغیرہ۔

(٤) وہ خود بہ خود ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

(٥) سب اس کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔

(٦) نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے، نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے، نہ اُس نے کسی کو جنا اور نہ ہی اُس کو کسی نے جنا، نہ اس کی کوئی بیوی ہے، نہ کسی سے اس کا رشتہ ناتا ہے، وہ ہر عیب سے

---

[١] فتح الباری، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ ٦٤/١، عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب الایمان وقول النبی ﷺ :١٧٢/١ تا ١٧٥، منتخب احادیث، ایمان ص:١٧-

پاک ہے۔

(۷) اس کو ہر چیز پر قدرت ہے، دنیا کی تمام باتیں اس کے اختیار اور ارادے سے ہوتی ہیں، وہ کسی کام میں مجبور نہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی اس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ کوئی چیز اس کے ذمے ضروری نہیں، وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے، ہر چیز پر اسی کا تصرُّف اور قبضہ ہے، زبردست قوت و طاقت کا مالک ہے، اس نے ہی سب کو سنبھالا ہوا ہے، وہی سب کو فنا کرے گا۔

(۸) کوئی چھوٹی بڑی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، ہر چیز کو اس کے وجود سے پہلے اور اس کے ختم ہوجانے کے بعد بھی جانتا ہے، وہ دل کے خیالات سے بھی باخبر ہے۔

(۹) وہی چیزوں کا اور حالات کا خالق اور مالک ہے، ہر قسم کے حالات اسی کی طرف سے آتے ہیں، زندگی موت، عزت ذلت، نفع نقصان، کام یابی ناکامی، راحت مشقت، خوشی غمی، ہنسنا رونا، تن درستی بیماری، امن خوف، تنگ دستی تونگری، حفاظت ہلاکت غرض یہ کہ ہر قسم کے حالات جو کسی بھی مخلوق پر آتے ہیں، وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے آتے ہیں، ان حالات کے آنے میں، ملک و مال اور اسباب کو کوئی دخل نہیں۔

(۱۰) وہ سب کچھ سنتا دیکھتا ہے، وہ ہلکی سے ہلکی آواز کو سنتا اور چھوٹی سے چھوٹی چیز کو دیکھتا ہے، اس کے سننے اور دیکھنے میں نزدیک دور، اندھیرے اجالے کا کوئی فرق نہیں، اندھیری رات میں کالی چیونٹی کے چلنے اور اس کے پاؤں کی حرکت کو بخوبی جانتا اور دیکھتا ہے۔

(۱۱) وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے، وہی عزت والا ہے، گناہوں کا بخشنے والا ہے، بہت دینے والا ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کے لیے چاہتا ہے، روزی تنگ کر دیتا ہے، اور جس کے لیے چاہتا ہے، زیادہ کر دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے پست کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بلند کر دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے، جس کو چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے، انصاف والا ہے، دعا کا قبول کرنے والا ہے۔

(۱۲) اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ (۱)

---

(۱) شرح العقيدة الطحاويه: ۸۰، المهند على المفند: ٥٤- بہشتی زیور، عقیدوں کا بیان: ۵۰ تا ۵۲

فِرِشتوں سے متعلق عقائد

(۱) فِرِشتے معصوم ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں نور سے پیدا کیا ہے، وہ بغض، حسد، غضب، تکبر، حرص، ظلم وغیرہ سب سے پاک ہیں۔

(۲) وہ بے شمار ہیں، اُن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

(۳) بعض فِرِشتوں کے دو پر ہیں، بعض کے تین، بعض کے چار اور بعض فِرِشتوں کے چار سے بھی زیادہ پر ہیں۔

(۴) وہ نہ انسانوں کی طرح کھاتے پیتے ہیں، نہ سوتے ہیں، اور نہ انسانوں کی طرح مرد و عورت ہیں، وہ کبھی انسانی شکل میں بھی ظاہر ہوتے ہیں، چناں چہ قرآنِ کریم میں حضرت ابراہیم، حضرت لوط اور حضرت مریم علیہم السلام کے قصے میں مذکور ہے کہ فِرِشتے انسانی شکل میں ان کے پاس آئے تھے۔ (۱)

(۵) بعض فِرِشتوں کا درجہ بعض سے زیادہ ہے، لیکن اُن کے مرتبے اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

(۶) چار فِرِشتے زیادہ مشہور ہیں

[۱] حضرت جبرئیل علیہ السلام [۲] حضرت میکائیل علیہ السلام [۳] حضرت اسرافیل علیہ السلام [۴] حضرت عزرائیل (ملکُ الموت) علیہ السلام۔

(۱) حضرت جبرئیل علیہ السلام

حضرت جبرئیل علیہ السلام کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب فِرِشتوں سے زیادہ ہے، بڑی قوت والے ہیں، یہ انبیا علیہم السلام کے پاس وحی لاتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے بندوں کی ضروریات پوری کرنا بھی ان ہی کے سپرد ہے۔

(۲) حضرت میکائیل علیہ السلام

حضرت میکائیل علیہ السلام مخلوقات کو روزی پہنچانے اور بارش وغیرہ کے انتظامات پر مقرر ہیں۔

---
(۱) سورۂ ہود: ۶۹

(۳) حضرت اسرافیل علیہ السلام

حضرت اسرافیل علیہ السلام قیامت کے دن صور پھونکیں گے۔

[۴] حضرت عزرائیل علیہ السلام

حضرت عزرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے روح قبض کرتے ہیں۔

اِن کے علاوہ چند مشہور فرِشتے یہ ہیں۔

[۱] ''کِرَاماً کاتِبین'' یہ چار فرِشتے ہیں-دو دن میں، اور دو رات میں-ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں، ایک دائیں کندھے پر جو نیکی لکھتا ہے اور دوسرا بائیں کندھے پر جو برائی لکھتا ہے۔

[۲] ''حفظہ'' وہ فرِشتے جو انسان کو مصیبتوں سے بچانے پر مقرر ہیں۔

[۳] ''منکر نکیر'' وہ فرِشتے جو انسان کے مرجانے کے بعد قبر میں اس سے سوال کرنے پر مقرر ہیں۔

[۴] کچھ فرِشتوں کو حکم ہے کہ دنیا میں چلیں پھریں اور ایسی مجلسوں میں حاضر ہوا کریں جہاں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جا رہا ہو، دین کی تعلیم ہو رہی ہو، قرآنِ مجید کی تلاوت ہو رہی ہو، دُرُود پڑھا جا رہا ہو اور جتنے لوگ وہاں حاضر ہوں، ان سب کی حاضری کی گواہی اللہ تعالیٰ کے سامنے دیں۔

ان فرِشتوں کی صبح وشام تبدیلی ہوتی رہتی ہے، صبح کی نماز کے وقت رات والے فرِشتے آسمانوں پر چلے جاتے ہیں، اور دن میں کام کرنے والے آجاتے ہیں، عصر کی نماز کے بعد دن والے فرِشتے چلے جاتے ہیں اور رات میں کام کرنے والے آجاتے ہیں۔

[۵] کچھ فرِشتے جنت کے انتظام پر مقرر ہیں، جو جنت کے داروغہ ''رضوان'' کے ماتحت ہیں۔

[۶] کچھ فرِشتے دوزخ کے انتظام پر مقرر ہیں، جو دوزخ کے داروغہ ''مالک'' کے ماتحت ہیں۔

[۷] کچھ فرِشتے اللہ تعالیٰ کا عرش اٹھائے ہوئے ہیں۔

[۸] کچھ فرِشتے محض اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں، ان میں سے بعض قیام میں، بعض رکوع میں اور بعض سجدے میں رہتے ہیں۔

[۹] اس کے علاوہ آسمان اور زمین کے بہت سے کام ان کے سپرد کیے ہوئے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاتے ہیں، اور اپنے سپرد شدہ کاموں کی انجام دہی میں کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔

شیاطین وجنات

اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات آگ سے پیدا کی ہیں، اور ان کو ہماری نظروں سے پوشیدہ کیا ہے ان کو ''جن'' کہتے ہیں، ان میں نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں، ان کی اولاد بھی ہوتی ہے، ان میں سب سے زیادہ مشہور شیطان ہے جو لوگوں کو گناہ پر آمادہ کرتا ہے اور ان کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

کتابوں سے متعلق عقائد

کتابوں سے مراد وہ صحیفے اور کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں پر نازل فرمائی ہیں، ان میں سے چار کتابیں مشہور ہیں۔

(۱) تورات: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ (۲) انجیل: حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ (۳) زبور: حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ (۴) قرآنِ مجید: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔

قرآنِ مجید

(۱) قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کا کلام بھی ہے۔

(۲) پہلے پورا قرآنِ مجید ایک ہی مرتبہ لوحِ محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل کیا گیا، پھر وقتاً فوقتاً ضرورتوں کے لحاظ سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے واسطے سے تئیس سال کے عرصے میں دنیا میں نازل ہوا۔

(۳) جس ترتیب سے قرآنِ مجید اب موجود ہے، اس ترتیب سے نازل نہیں ہوا، لیکن یہ موجودہ ترتیب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی ہے، اور آپ کے ارشاد اور حکم کے موافق

قائم ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ترتیب حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوئی اور یہ وہی ترتیب ہے جس ترتیب سے قرآنِ کریم لوحِ محفوظ میں موجود ہے۔

(۴) قرآنِ مجید آخری کتاب ہے، اب اِس کے بعد کوئی آسمانی کتاب نہیں آئے گی، اِس کتاب کی کسی ادنیٰ بات کے انکار کرنے سے بھی آدمی کافر ہوجاتا ہے۔

(۵) قرآنِ مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، اس کو کوئی بدل نہیں سکتا۔

(۶) قرآنِ مجید کی نظیر قیامت تک کوئی نہیں بنا سکتا۔

(۷) قرآنِ مجید قیامت تک کے انسانوں کے لیے راہِ ہدایت اور ضابطۂ حیات ہے۔

(۸) قرآنِ مجید میں بہت سے احکام اجمالاً یا تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں، پھر ان کی تشریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے فرمائی ہے اور قرآنِ کریم کے علاوہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے مطابق احکام بتائے ہیں، ان سب کو ماننا اور ان سب پر عمل کرنا لازم ہے۔

چند آسمانی صحیفے

(۱) ان چار بڑی کتابوں کے علاوہ کچھ صحیفے (چھوٹی کتابیں) حضرت آدم اور کچھ حضرت شیث علیہ السلام اور کچھ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئے، یہ سب کتابیں اور صحیفے اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید اتار کر اس سے پہلے کی تمام کتابوں پر عمل کرنا منسوخ کردیا۔

کتبِ سابقہ سے متعلق عقیدہ

(۱) قرآنِ مجید سے یہ بات ثابت ہے کہ موجودہ تورات، زبور اور انجیل وہ اصلی کتابیں نہیں رہیں، بلکہ اُن میں یہود ونصاریٰ نے حروف اور الفاظ بدل دیے ہیں۔

(۲) ان کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ یہ موجودہ تورات، زبور اور انجیل اصلی آسمانی کتابیں نہیں رہیں، بلکہ ان ناموں کی اصلی کتابیں انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہوئی ہیں۔ اگر کوئی شخص تورات، زبور، انجیل کو اللہ تعالیٰ کی کتابیں نہ مانے تو وہ شخص کافر ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام سے متعلق عقائد

انبیا علیہم السلام کے بھیجنے کا مقصد

رسولوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں تک اپنے احکام پہنچانے کے لیے کچھ منتخب انسانوں کو بھیجا ہے، انھیں ''رسول اور نبی'' کہتے ہیں۔

''رسول'' اس پیغمبر کو کہتے ہیں جس پر کوئی کتاب یا صحیفہ نازل ہوا ہو اور اسے نئی شریعت دی گئی ہو اور ''نبی'' ہر پیغمبر کو کہتے ہیں، خواہ اسے نئی شریعت اور کتاب دی گئی ہو یا نہ دی گئی ہو، وہ پہلی شریعت اور کسی رسول کا اتباع کرنے والا ہو۔(۱)

انبیا علیہم السلام کی تعداد

بعض روایتوں میں نبیوں اور رسولوں کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار، بعض میں ایک لاکھ چونتیس ہزار اور بعض میں دو لاکھ چوبیس ہزار آئی ہے، یہ تعداد حتمی نہیں ہے، اس لیے اس طرح ایمان لانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول بھیجے ہیں، ہم ان سب کو برحق رسول و نبی مانتے ہیں، ان میں تین سو تیرہ رسول ہیں۔(۲)

حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے رسول ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری رسول ہیں۔(۳)

رِسالت ونُبوَّت

رسالت ونُبوَّت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے، اس میں آدمی کی کوشش اور عبادت کو دخل نہیں ہے؛ اسی لیے کوئی ولی خواہ اپنی محنت سے کتنا ہی بڑا مرتبہ حاصل کر لے، لیکن کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا۔(۳)

انبیا علیہم السلام کی صفات

تمام انبیا علیہم السلام انسان تھے اور مرد تھے، نُبوَّت سے پہلے اور نُبوَّت کے بعد صغیرہ کبیرہ

(۱) کشف الباری، باب کیف کان بدء الوحی:۲۲۷/۱۔ (۲) البدایة والنهایة:۱۲۰/۲، مجمع الزوائد، کتاب الانبیاء:۲۷۵/۸۔ (۳) الطبقات الکبریٰ، ذکر تسمیة الانبیاء:۳۳/۱۔ (۳) ردالمحتار، مطلب فی عدد الانبیاء والرسل:۵۲۷/۱۔

گناہوں سے پاک اور معصوم تھے، کامل عقل والے تھے، ایسی بیماریوں سے پاک تھے جن کی وجہ سے لوگ ان کو حقیر سمجھیں، ان سے نفرت کریں، اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ مانیں، مثلاً: جذام، برص وغیرہ۔①

سب انبیا علیہم السلام آزاد اور اچھے نسب والے تھے، ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور ان کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے، دنیا کی کوئی قوم ایسی نہیں جس میں کوئی نبی نہ آیا ہو۔

انبیا علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ کے پیغام پورے پورے پہنچا دیے، ان میں کمی بیشی نہیں کی، نہ کسی پیغام کو چھپایا، پیغمبروں میں سے بعض کا مرتبہ بعض سے بڑا ہے، سب میں زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔②

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق عقائد

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نیا شخص نبوت سے سرفراز ہو کر نہیں آئے گا، اور جو نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے، نبوت و رسالت کا منصب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر ختم ہو گیا، قیامت تک جتنے انسان اور جن ہوں گے، سب کے لیے آپ ہی پیغمبر ہیں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا تمام مخلوق؛ بلکہ اپنی جان سے بھی زیادہ ہونا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنا ہر امتی پر فرض ہے۔③

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے دُرُود بھیجنا مستحب اور نہایت عظیم عبادت ہے۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں حیاتِ برزخی کے ساتھ، لیکن یہ حیاتِ برزخی عام مسلمانوں کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، اس میں روح کا رشتہ جسد کے ساتھ اتنا زیادہ قوی رہتا ہے کہ اسے حیاتِ دنیویہ کے ساتھ بہت قرب ہے اور اس کی بنا پر مطلقاً حیات کا اطلاق کیا جاتا ہے، اسی لیے انبیا علیہم السلام کی نہ میراث تقسیم ہوتی ہے اور نہ ان کی ازواجِ مطہرات سے بعد میں کوئی نکاح کر سکتا ہے؛ تاہم اس زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکلف نہیں

---

① ماخذہ شرح الفقہ الاکبر، للامام السمر قندی: ۱۳۲، ۱۳۳۔ ② تفسیر ابن کثیر، الاسراء: ۹۵، تفسیر طبری، الحج: ۷۵، مرقاۃ، باب الکبائر، الفصل الاول: ۱/۱۲۷۔
③ عمدۃ الفقہ، کتاب الایمان، حصہ اول ص ۲۵۔

نہیں ہیں نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس دنیا میں موت بھی آئی ہے، یہ ہی عقیدہ تمام انبیائے کرام اور شہدا کے بارے میں رکھنا چاہیے۔ [1]

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے تھے، مخلوق میں سے کوئی بھی ان علوم تک نہیں پہنچ سکتا۔

(٦) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاندانِ قریش میں سے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے: ''محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمَناف بن قُصَی بن کِلاب بن مُرّہ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فِہر بن مالک بن نَضر بن کِنانہ بن خُزَیمہ بن مُدرِکہ بن الیاس بن مُضَر بن نِزار بن مَعَد بن عَدنان''۔

چار پشت تک ہر مسلمان کو یہ نسب نامہ یاد رکھنا چاہیے۔

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی چالیس سال کی عمر میں نازل ہوئی، وحی نازل ہونے کے بعد تیرہ سال مکہ معظّمہ میں اور دس سال مدینہ منورہ میں تبلیغ اسلام فرماتے رہے، تریسٹھ سال دو دن کی عمر میں ۱۱ سنہ ھ بروز پیر وصال فرمایا۔

(۸) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات بہت زیادہ ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ مجید ہے جو قیامت تک رہے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ معراج ہے اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آسمانوں پر بلایا اور جنت ودوزخ کی سیر کرائی اور وہ مقامِ قُرب عطا فرمایا جو نہ کبھی کسی کو حاصل ہوا اور نہ آئندہ کسی کو حاصل ہوگا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک معجزہ ''شقُّ القمر'' ہے، ایک مرتبہ کفار مکہ کے مطالبے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلی کے اشارے سے چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور سب حاضرین نے دو ٹکڑے دیکھ لیے کہ ایک ٹکڑا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں چلا گیا اور بالکل اندھیرا ہو گیا، پھر دونوں ٹکڑے وہیں سے طلوع ہو کر دوبارہ مل گئے اور چاند جیسا تھا، ویسا ہی ہو گیا۔

[1] ماخذہ فتاوی عثمانی، کتاب الایمان والعقائد:۱/۶۰-

معجزہ

کسی نبی یا رسول کے ہاتھوں نُبُوَّت کے برحق ہونے اور ان کی سچائی کو ثابت کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے، ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔①

اللہ تعالیٰ نے جس پیغمبر کو بھی دنیا میں بھیجا اس کو معجزے بھی دیے تاکہ لوگوں کے سامنے ان کا پیغمبر ہونا، واضح طور پر ثابت ہو جائے۔

چند مشہور معجزے یہ ہیں۔

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا۔(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مُردوں کو زندہ کرنا۔(۳) حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کا نرم ہو جانا۔(۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ کا ٹھنڈا ہو جانا۔(۵) حضرت صالح علیہ السلام کے لیے حاملہ اونٹنی کا پہاڑ میں سے پیدا ہونا۔(۶) حضرت سلیمان علیہ السلام کے لیے جنات اور ہواؤں کا تابع دار ہونا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم

جس شخص نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ایمان پر اس کی وفات ہوئی، وہ صحابی ہے۔②

مقامِ صحابہ رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام رکھتے ہیں؛ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ان کی تعریف فرمائی ہے اور فرمایا: ’’ہم نے ان کے دلوں میں ایمان کی محبت اور کفر و فسق کی نفرت ڈال دی ہے۔③

ان کے لیے مغفرت اور ان سے ہمیشہ کی رضامندی کا اعلان فرمایا ہے۔④

---

①ردالمحتار، فصل فی ثبوت النسب، مطلب فی ثبوت کرامات الاولیاء:۵۵۱/۳- ② الاصابة فی تمییز الصحابة،الفصل الاول فی تعریف الصحابی :۷/۱-③الحجرات:۸ ④البینة:۸-

اوران کے لیے ہمیشہ کی کام یابی اورآخرت میں ان سے مختلف انعامات کا وعدہ فرمایا ہے''۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت بہت بڑی چیز ہے،اس امت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رتبہ سب سے بڑا ہے،ایک لمحہ کے لیے بھی جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل ہوگئی،بعد والوں میں بڑے سے بڑا بھی اس کے برابر نہیں ہوسکتا،جس طرح کوئی صحابی نبی کے درجے پر نہیں پہنچ سکتا اسی طرح کوئی ولی صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجے پر بھی نہیں پہنچ سکتا،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مرتبے آپس میں کم زیادہ ہیں۔

تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم ہیں،یہ ہی چاروں صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد،دین کا کام سنبھالنے اور جو انتظامات آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے،انہیں قائم رکھنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہوئے ہیں۔

سب سے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں،ان کی مدتِ خلافت دوسال تین ماہ نو دن ہے۔

دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں،ان کی مدتِ خلافت دس سال چھ مہینے پانچ دن ہے۔(۲)

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں،ان کی مدتِ خلافت بارہ سال ہے۔

چوتھے خلیفہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں،ان کی مدتِ خلافت پانچ سال ہے۔(۳)

ان چاروں کو''خلفائے راشدین'' کہتے ہیں۔خلفائے راشدین کے بعد اُن چھ صحابہ رضی اللہ عنہم کا مرتبہ ہے جن کو چاروں خلفائے راشدین سمیت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت کی بِشارت دی،ان کو''عشرۂ مبشَّرہ'' کہتے ہیں،ان چھ کے نام یہ ہیں:

حضرت طلحہ بن عبیداللہ،حضرت زبیر ابن العوّام،حضرت عبدالرحمن بن عوف،حضرت سعد بن ابی وقاص،حضرت سعید بن زید،حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم

(۱) الحجرات:۲۹-(۲) سیرت خلفائے راشدین ۷۷۔(۳) سیرت خلفائے راشدین ۱۹۰۔

عشرۂ مُبَشَّرہ کے بعد اہلِ بدر کا درجہ ہے، اہلِ بدر کے بعد اہل اُحُد کا مرتبہ ہے، اہلِ اُحُد کے بعد اہلِ بیعتِ رضوان کا درجہ ہے، ان کے بعد مہاجرین وانصار کا، ان کے بعد باقی صحابہ رضی اللہ عنہم کا درجہ ہے۔ (۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خصوصاً مہاجرین وانصار سے بدگمانی رکھنا، ان کو برا کہنا قرآنِ مجید کی صریح مخالفت اور شریعتِ الٰہیہ کی کھلی ہوئی بغاوت ہے۔ (۲)

فائدہ: ''مہاجرین'' اُن صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہتے ہیں: جنھوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنے وطن کو چھوڑ دیا، ان کی مجموعی تعداد ایک سو چودہ تھی اور ''انصار'' ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کہتے ہیں: جو مدینہ منورہ کے رہنے والے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مہاجرین کو اپنے شہر میں جگہ دی اور ہر طرح کی مدد کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دس چچاؤں میں سے صرف حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما ایمان لائے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پانچ پھوپھیوں میں سے صرف حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا۔

ضرورت شرعی اور نیک نیت کے بغیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی جھگڑوں کا بیان کرنا حرام ہے، جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں باہم کوئی جھگڑا ہوا ہو، وہاں ہمیں دونوں فریق سے حسنِ ظن رکھنا اور دونوں کا ادب کرنا لازم ہے۔

فائدہ: حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان بعض مواقع پر اجتہادی اختلافات بھی ہوئے ہیں اور ان اختلافات کے نتیجے میں جنگِ جمل اور جنگِ صفین کی نوبت آئی، جنگ جمل میں ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دوسری طرف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما تھے، جنگِ صفین حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان پیش آئی، جنگ جمل غلط فہمی کی حیلہ سازی کی وجہ سے پیش آئی، جب کہ جنگ صفین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا کے سبب غلط فہمی میں واقع ہوئی، دونوں جنگوں میں حصہ لینے والے حضرات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور اہلیتِ خلافت کے قائل تھے، البتہ

---

(۱) مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب باب مناقب الصحابۃ: ۱۰/۳۵۵ (۳) شرح العقائد: ۱۱۶-

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اختلاف کا سبب بن گیا۔

یہ سب حضرات چاہتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں سے قصاص لیں، جب کہ حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا منشا یہ تھا کہ ابھی قصاص کے مسئلے کو نہ اٹھایا جائے، جب حالات سازگار ہوں گے تو قصاص کے سلسلے میں پیش رفت کی جائے گی، یہ اختلاف چوں کہ اجتہادی تھا، نہ کہ ذاتی۔ (۱)

چناں چہ اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ اس اختلاف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے، جب کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی خطا ہوئی اور اجتہادی خطا پر عقلاً وشرعاً مواخذہ نہیں ہوسکتا۔ (۲)

لہٰذا اِس خطا پر اُن کو برا کہنا جائز نہیں، کیوں کہ وہ بھی صحابی ہیں اور تمام صحابہ کے لیے اللہ رب العزت نے مغفرت اور اپنی رضا کا اعلان کر دیا ہے۔ (۳)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد غزوۂ بدر میں تین سو تیرہ تھی۔ (۴)

صلحِ حدیبیہ میں پندرہ سو۔ (۵)

فتح مکہ میں دس ہزار۔ (۶)

حنین میں بارہ ہزار۔ (۷)

حجۃ الوداع یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری حج میں ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ (۸)

غزوۂ تبوک میں تیس ہزار۔ (۹)

اور بہ وقتِ وفاتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار، اور جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

---

(۱) مرقاة المفاتيح، المناقب والفضائل، باب مناقب الصحابة: ۳۵۵/۱۰ (۲) فتاوی حقانیہ، کتاب العقائد، مشاجرات صحابہ: ۳٤٤/۱- (۳) الاصابة فی تمییز الصحابة، الفصل الثالث فی بیان حال الصحابة: ۹/۱تا۱۲- (۴) الطبقات الکبری، غزوة بدر: ۳۵۹/۱ - (۵) البداية والنهاية، غزوة الحديبية: ۱۳۱/٤- (۶) الطبقات الکبریٰ، غزوة رسول الله ﷺ عام الفتح: ٤٤۰/۱- (۷) البداية والنهاية، غزوة هوازن يوم حنين: ۲٤۳/٤- (۸) مدارج النبوت، حجة الوداع: ۵٦۷/۲ (۹) الطبقات الکبریٰ، غزوة رسول الله ﷺ تبوك: ٤٦۲/۱

سے کتبِ حدیث میں روایات منقول ہیں، ان کی تعداد ساڑھے سات ہزار ہے۔

ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات گیارہ تھیں، حضرت خَدِیجہ رضی اللہ عنہا، حضرت زینب بنت خُزَیمہ رضی اللہ عنہا، ان دونوں کی وفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہوگئی تھی، حضرت عائشہ، حضرت حفصہ، حضرت اُمِّ حبیبہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت اُمِّ سلمہ، حضرت صفیہ، حضرت سودہ، حضرت میمونہ اور حضرت جُوَیریہ رضی اللہ عنہن۔

تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برگزیدہ اور تمام ایمان والوں کی مائیں ہیں اور سارے جہان کی ایمان والی عورتوں سے افضل ہیں، ان میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رتبہ زیادہ ہے۔(۱)

صاحب زادیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحب زادیاں چار تھیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا، اِن کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

حضرت رقیہ، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہما، اِن دونوں کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، اِن کا نکاح حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا۔

یہ چاروں صاحب زادیاں بڑی برگزیدہ اور صاحبِ فضائل تھیں، ان چاروں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رتبہ سب سے زیادہ ہے، وہ اپنی ماؤں کے سوا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔(۲)

اولیائے کرام رحمۃ اللہ علیہم

مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں پر پوری طرح چلتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں پر عمل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو محبوب رکھتے ہیں، ایسے شخص کو ’’ولی‘‘ کہتے ہیں۔

(۱) سیر الصحابہ، ازواج مطہرات: ۲۰/۶ تا ۹۰ – (۲) سیر الصحابہ، بنات طاهرات: ۹۵/۶ تا ۱۰۱

ولی خواہ کتنا ہی بڑا ہو جائے، نبی کے برابر نہیں ہوسکتا، وہ اللہ تعالیٰ کا کیسا ہی پیارا ہو جائے، مگر جب تک اس کے ہوش وحواس درست ہیں، شریعت کا پابند رہنا فرض ہے، نماز روزہ اور کوئی فرض عبادت معاف نہیں ہوتی اور جو گناہ کی باتیں ہیں، وہ اس کے لیے درست نہیں ہو جاتیں، جو شخص شریعت کے خلاف عمل کرے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست یا ولی نہیں ہوسکتا۔ (۱)

کرامت

ولی کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ بعض ایسی باتیں ظاہر کرتا ہے جو اور لوگوں سے نہیں ہوسکتیں، ایسی باتوں کو ''کرامت'' کہتے ہیں۔

کشفِ اولیا

اولیا کو راز کی بعض باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں، ان میں جو شریعت کے مطابق ہو وہ قبول ہے اور جو مطابق نہ ہو وہ قبول نہیں۔ (۲)

تقدیر کا بیان

قضا وقدر حق ہے اور اس پر ایمان لانا فرض ہے، ایمان بالقدر کے معنی یہ ہیں کہ اس بات کا یقین اور اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے پیدا کرنے سے پہلے ہی خیر اور شر کو، ایمان اور کفر کو، ہدایت اور ضلالت کو، اطاعت اور معصیت کو اور جس سے بھی جو فعل صادر ہو رہا ہے اور جس کو جو کچھ اور جتنا کچھ مل رہا ہے اور جو جو حالات پیش آ رہے ہیں ان سب کو مقدر فرما دیا ہے اور ان کو لکھ دیا ہے۔

اب عالَم میں جو کچھ ہو رہا ہے، وہ سب اس کے ارادے اور مشیت سے ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کو پہلے ہی سے پورے طور پر اس کا علم تھا۔

جب انسان کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے ایک قسم کی طاقت ملتی ہے۔ انسان کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس طاقت کو چاہے نیک کام میں لگائے یا

(۱) شرح الفقہ الاکبر للملا علی القاری :۷۹ (۲) شرح عقائد نسفی: ص ۱۰۵، رد المحتار، باب العدۃ مطلب فی ثبوت کرامات: ۳/۵۵۱

برے کام میں، نیک کام میں لگانے کی وجہ سے ثواب ملتا ہے اور برے کام میں لگانے کی وجہ سے سزا ہوتی ہے، جس کام کے کرنے کی انسان میں طاقت نہیں اللہ تعالیٰ نے بھی اس کام کے کرنے کا حکم نہیں دیا، خیر وشر، ہدایت وگم راہی کا پیدا کرنا برا نہیں، بلکہ مصلحت کے مطابق ہے، تاکہ نیک وبد کا امتحان لیا جائے اور حسبِ حال جزا وسزا دی جائے، البتہ گم راہی کا کرنا برا ہے اور کرنا نہ کرنا انسان کا عمل ہے اور اسی پر اس کو سزا ملے گی۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تقدیر کے معاملے میں بحث ومباحثہ کرنے سے نہایت سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

لہٰذا ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم اس مسئلے میں بحث نہ کریں۔ (۱)

قیامت اور علاماتِ قیامت

قیامت کا دن

جب دنیا میں کوئی بھی اللہ تعالیٰ کو پہچاننے والا نہ رہے گا، اور لوگ کھلے عام بہ کثرت جانوروں کی طرح اپنی شہوتیں پوری کرنے لگیں گے، اور ظلم وزیادتی عام ہوجائے گی، تو ایک دن اچانک دس محرم کو جو جمعے کا دن بھی ہوگا، ایک فِرِشتہ جس کا نام اسرافیل علیہ السلام ہے، اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکے گا، جس کے سبب تمام زمین وآسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب فنا ہوجائے گا، اور چالیس سال بعد یہی فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ صور پھونکے گا جس کے سبب تمام مردے زندہ ہوجائیں گے، ایک مرتبہ تمام عالَم کے فنا ہوجانے اور پھر دوبارہ زندہ ہوکر کھڑے ہوجانے کا نام قیامت ہے، قرآن وحدیث میں اس آنے والے حادثے کا خوب بیان ہوا ہے، اس پر ایمان لانا فرض ہے۔

قیامت کب قائم ہوگی؟ اِس کا متعین وقت اللہ رب العزت کے سوا کوئی نہیں جانتا؛ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیامت کی کچھ نشانیاں بیان فرمائی ہیں، اُن نشانیوں کو دیکھ کر قیامت کا قریب آجانا معلوم ہوسکتا ہے۔

(۱) صحیح مسلم، کتاب القدر: ۲/۳۳۲تا۳۳۸، تفسیرالکبیر: ۹/۲۴، فتاویٰ حقانیہ، کتاب العقائد، مسئلہ تقدیر کے بارے میں: ۱/۲۸۸

اُن علامات کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) علاماتِ بعیدہ (دور کی علامتیں)

(۲) علاماتِ متوسطہ جن کو علاماتِ صغریٰ (چھوٹی علامتیں) بھی کہا جاتا ہے۔

(۳) علاماتِ قریبہ جن کو علاماتِ کبریٰ (بڑی علامتیں) بھی کہا جاتا ہے۔

علاماتِ بعیدہ وہ ہیں جن کا ظہور کافی پہلے ہو چکا ہے، اُن کو بعیدہ اس لیے کہا جاتا کہ ان کے اور قیامت کے دریان نسبتاً زیادہ فاصلہ ہے، مثلاً: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت، شق القمر کا واقعہ۔

اُن ہی علامات میں سے ایک علامت فتنۂ تاتار ہے، جس کی پیشگی خبر صحیح احادیث میں دی گئی ہے، یہ فتنہ ۶۵۶ھ میں اپنے عروج پر پہنچا، جب کہ تاتاریوں کے ہاتھوں سقوطِ بغداد کا عبرت ناک حادثہ پیش آیا، انھوں نے بنی عباس کے آخری خلیفہ معتصم کو قتل کرڈالا اور عالَمِ اسلام کے بیش تر ممالک اِن کی زد میں آکر زیروزبر ہوگئے، اِن کی صفات احادیث میں یہ بیان کی گئی ہیں کہ اِن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناکیں چھوٹی اور چپٹی ہوں گی، اِن کے چہرے (گولائی اور موٹائی میں) ایسی ڈھال کی مانند ہوں گے جس پر تہ بہ تہ چمڑا چڑھا دیا گیا ہو، وہ بالوں کا لباس پہنتے ہوں گے، یہ ساری صفات تاتاریوں پر صادق آئیں، جو ترکسان سے قہرِ الٰہی بن کر عالَمِ اسلام پر ٹوٹ پڑے تھے۔[1]

علاماتِ صغریٰ

ایسی بہت سی علامات ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ (یعنی وصال) فرمانے سے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے تک ہوں گی، جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) حقیقی علم کا اٹھ جانا، جہل بڑھ جانا۔

(۲) زنا اور شراب نوشی کا زیادہ ہونا۔

(۳) عورتوں کا زیادہ ہونا، مردوں کا کم ہونا۔

---

[1] ماخذہ ابوداود، کتاب الملاحم، باب فی قتال الترک:۲/۲۳۵، بہشتی زیور مدلل مکمل، ساتواں حصہ:۵۷۵۔

(۴) جھوٹوں کا زیادہ ہونا۔
(۵) بڑے بڑے کام نااہل لوگوں کے سپرد کیا جانا۔
(۶) دنیا کی مصیبتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کا موت کی آرزو کرنا۔
(۷) مالِ غنیمت کو اپنی مِلک سمجھنا۔
(۸) امانت کو مال غنیمت سمجھ کر دبا لینا۔
(۹) زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھنا۔
(۱۰) علمِ دین دنیا کے لیے پڑھنا۔
(۱۱) شوہر کا اپنی بیوی کی بات ماننا اور ماں کی نافرمانی کرنا۔
(۱۲) دوست کو قریب، باپ کو دور کرنا۔
(۱۳) مسجدوں میں شور مچانا۔
(۱۴) فاسق لوگوں کا سربراہ ہونا۔
(۱۵) برے آدمی کا اس کے شر سے بچنے کے لیے اکرام کیا جانا۔
(۱۶) کھلم کھلا باجے گانا، ناچ رنگ کی زیادتی ہو جانا۔
(۱۷) بعد والے لوگوں کا پہلے لوگوں پر لعنت کرنا۔
(۱۸) فتنوں کا اس طرح مسلسل آنا جس طرح دھاگہ ٹوٹنے سے تسبیح کے دانے گرتے ہیں۔
(۱۹) وقت میں بے برکتی ہونا، یہاں تک کہ سال کا مہینے کے برابر، مہینے کا ہفتے کے برابر، ہفتے کا دن کے برابر اور دن کا ایسا ہو جانا جیسے کوئی چیز آگ لگتے ہی بھڑک کر فوراً ختم ہو جائے۔
(۲۰) ملک عرب میں کھیتیوں، باغوں اور نہروں کا ہونا، نہرِ فرات کا سونے کے پہاڑوں والے خزانے کھول دینا (نہرِ فرات عراق میں ہے)
(۲۱) نہایت سرخ رنگ کی آندھی کا چلنا۔
(۲۲) زمین کا دھنسنا۔

(۲۳) آسمان سے پتھروں کا برسنا۔

(۲۴) چہروں کا بدل جانا۔

(۲۵) ملاقات کے وقت بجائے سلام کے گالی گلوچ بکنا۔

(۲۶) جھوٹ کو ہنر سمجھنا۔

(۲۷) فاسقوں کا علم سیکھنا۔

(۲۸) شرم وحیا کا جاتا رہنا۔

(۲۹) مسلمانوں پر کفار کا چاروں طرف سے ہجوم کرنا۔

(۳۰) ظلم کا اس قدر بڑھ جانا کہ جس سے پناہ لینا مشکل ہو۔

(۳۱) باطل مذاہب، جھوٹی حدیثوں اور بدعتوں کا فروغ پانا۔

(۳۲) عیسائیوں کی حکومت کا خیبر تک پہنچ جانا۔ (۱)

فتنوں سے بچنے کے لیے نبوی تعلیمات کا خلاصہ

(۱) صبر کرنا۔

(۲) گناہوں سے توبہ کرنا۔

(۳) اپنی اصلاح کی فکر کرنا۔

(۴) فتنوں سے یک سو ہو کر عبادت میں لگنا کہ اس زمانے میں عبادت کا ثواب زیادہ ہے۔

(۵) جب اہلِ حق اور اہلِ باطل کی پہچان مشکل ہو تو تمام فرقوں سے علاحدگی اختیار کرنا۔

(۶) فتنوں سے بچنے کی پوری کوشش کرنا، مثلاً: گھر سے بلا ضرورت قدم باہر نہ نکالنا۔ (۲)

---

(۱) حضرت مولانا یوسف صاحب لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''علاماتِ قیامت'' کا بھی مطالعہ کریں کہ مزید تفصیلات کے لیے یہ رسالہ بہت مفید ہے۔ اسی طرح درسی بہشتی زیور میں بھی تفصیل موجود ہے اس کا بھی مطالعہ کریں۔ ماخذھم جامع الترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی اشراط الساعۃ ۲/۴۴۔ (۲) ماخذہ ابوداود، کتاب الفتن، باب النھی عن السعی فی الفتنۃ :۲/ ۲۲۸تا۲۳۰۔

علامات کبریٰ

یعنی وہ علامات جو حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے ظاہر ہونے سے صور پھونکے جانے تک ہوں گی، ذیل میں اُن کو بہ ترتیبِ زمانہ بیان کیا جاتا ہے۔

علاماتِ قیامت بہ ترتیبِ زمانہ

قیامت سے پہلے ایسے بڑے بڑے واقعات ظاہر ہوں گے کہ لوگ ایک دوسرے سے پوچھا کریں گے کہ کیا ان کے بارے میں تمھارے نبی نے کچھ فرمایا ہے؟۔

تیس بڑے بڑے کذاب (جھوٹے) ظاہر ہوں گے (بعض کذاب ظاہر ہو چکے) سب سے بڑے کذاب کا نام دجال ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیا میں دوبارہ آنے تک اِس امت میں ایک جماعت حق کے لیے برسرِ پیکار رہے گی، جو اپنے مخالفین کی پرواہ نہ کرے گی، بلکہ دشمنانِ اسلام کے مقابلے میں ڈٹی رہے گی۔ (۱)

حضرت امام نووی رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق یہ ضروری نہیں کہ یہ پوری جماعت کسی خاص طبقے یا خاص علاقے سے تعلق رکھتی ہو، بلکہ ہوسکتا ہے کہ یہ جماعت مسلمانوں کے تمام یا اکثر طبقات میں منتشر اور متفرق طور پر موجود ہو، یعنی اس جماعت کے کچھ افراد مثلاً محدثین میں پائے جاتے ہوں، کچھ فقہا میں، کچھ مبلغین میں، کچھ مجاہدین میں وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مہدی

اِس جماعت کے آخری امیر حضرت مہدی رضی اللہ عنہ ہوں گے، جو نیک سیرت ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد میں سے ہوں گے، آپ ہی کے زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، آپ کا قد وقامت قدرے لمبا، بدن چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے مشابہ ہوگا، نیز آپ کے اخلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوری مشابہت رکھتے ہوں گے، آپ کا نام محمد والد کا نام عبداللہ، والدہ کا نام آمنہ ہوگا، زبان میں قدرے لکُنت ہوگی، جس کی وجہ سے تنگ دل ہوکر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے

(۱) ماخذہ ابوداود، کتاب الفتن، ذکر الفتن ودلائلھا: ۲/۲۲۸

ہوں گے، آپ کا علم خدا داد ہوگا۔

جب لوگ آپ کو تلاش کریں گے؛ تاکہ آپ انھیں دشمن کے پنجے سے نجات دلائیں، اُس وقت آپ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوں گے؛ مگر اس بات کے ڈر سے کہ لوگ مجھ جیسے کم زور کو امیر نہ بنا دیں، آپ مکہ معظّمہ چلے جائیں گے، اُس زمانے کے اولیائے کرام آپ کو تلاش کریں گے، بعض لوگ مہدیت کے جھوٹے دعوے کریں گے، جب آپ رکن اور مقامِ ابراہیم کے درمیان خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے، لوگوں کی ایک جماعت آپ کو پہچان لے گی اور آپ کے ہاتھ پر باوُجود آپ کے نہ چاہتے ہوئے بیعت کر لے گی، اِس واقعے کی علامت یہ ہوگی کہ گزشتہ ماہِ رمضان میں چاند اور سورج کو گرہن لگ چکا ہوگا۔ ①

مسلمانوں کا لشکر جو اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ جماعت پر مشتمل ہوگا، ہند کا جہاد کرے گا اور فتح یاب ہو کر اس کے حکم رانوں کو زنجیروں میں جکڑ لائے گا۔

(ہند سے مراد موجودہ ہندوستان، سری لنکا، بنگلہ دیش، نیپال اور پاکستان میں صوبۂ پنجاب کے بعض علاقے ہیں، بعض مؤرخین کے بیان کے مطابق ہند کا اِطلاق اِن ملکوں کے علاوہ اور بھی بعض ممالک پر ہوتا ہے۔)

جب یہ لشکر واپس ہوگا تو شام میں عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو پائے گا۔

خروجِ دجال سے پہلے کے واقعات

رومی ''اعماق'' یا ''دابق'' کے مقام تک پہنچ جائیں گے، ان سے جہاد کے لیے مدینہ سے مسلمانوں کا ایک لشکر روانہ ہوگا، جو اس زمانے کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا۔

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوں گے تو رومی اپنے قیدی واپس مانگیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے جو آدمی قید کیے گئے ہیں اور اب مسلمان ہو چکے ہیں، انھیں اور ہمیں تنہا چھوڑ دو، ہم ان سے جنگ کریں گے، مسلمان کہیں گے کہ نہیں، واللہ! ہم ہرگز اپنے بھائیوں کو تمھارے حوالے نہیں کریں گے، اس پر جنگ ہوگی، جنگ میں ایک تہائی مسلمان فرار ہو جائیں گے جن کو توبہ کی توفیق ہی نہ ہوگی؛ کیوں کہ وہ کفر پر مریں گے، ایک تہائی شہید ہو جائیں گے

① ابوداود، کتاب المهدی: ۲/۲۳۲

جو بہترین شہید ہوں گے اور باقی ایک تہائی مسلمان فتح یاب ہوں گے جو آئندہ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ و مامون ہو جائیں گے، پھر یہ لوگ قسطنطنیہ فتح کریں گے۔ (۱)

جب وہ غنیمت تقسیم کرنے میں مشغول ہوں گے تو خروجِ دجال کی جھوٹی خبر مشہور ہو جائے گی جسے سنتے ہی یہ لشکر وہاں سے روانہ ہو جائے گا۔

فائدہ: روم سے مراد وہ علاقہ ہے جس کے مشرق میں ترکی اور روس، جنوب میں قدیم شام اور مصر اور مغرب میں بحر متوسط، اسپین اور پرتگال ہے، اس کے علاوہ دنیا کے وہ حصے جہاں اس علاقے کے لوگ آباد ہیں، مثلاً: امریکہ، آسٹریلیا وغیرہ وہ بھی مراد ہیں۔

''اعماق'' ایک مقام کا نام ہے جو ''دابق'' کے قریب حلب وانطاکیہ کے درمیان واقع ہے، دابق ایک بستی کا نام ہے جو حلب کے قریب عزاز کے علاقے میں بتائی گئی ہے، دابق اور حلب کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے، ایک فرسخ تین میل کے برابر ہوتا ہے۔

مدینہ سے مراد مدینہ منورہ بھی ہوسکتا ہے اور شام کا مشہور شہر ''حلب'' بھی ہوسکتا ہے اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ ''بیت المقدس'' مراد ہے۔

''قسطنطنیہ'' ترکی کا مشہور شہر ہے جسے آج کل استنبول کہا جاتا ہے۔

خروجِ دجال

جب یہ لوگ شام پہنچیں گے تو دجال واقعی نکل آئے گا، اس سے پہلے تین بار ایسا واقعہ پیش آچکا ہوگا کہ لوگ گھبرا اٹھیں گے، خروجِ دجال کے وقت اچھے لوگ کم ہوں گے، باہمی عداوتیں پھیلی ہوئی ہوں گی، دین میں کمزوری آچکی ہوگی اور علم رخصت ہو رہا ہوگا، عرب اس زمانے میں (تعداد یا قوت کے اعتبار سے) کم ہوں گے، دجال کے اکثر پیروکار عورتیں اور یہودی ہوں گے۔

یہودیوں کی تعداد ستر ہزار ہوگی، وہ ایسی تلواروں سے مسلح ہوں گے، جن میں ہیرے جواہرات جڑے ہوئے ہوں گے اور ان پر ''ساج'' کا لباس ہوگا، دجال شام اور عراق کے درمیان نکلے گا۔

---

(۱) ماخذہ صحیح مسلم، کتاب الفتن، اشراط الساعۃ: ۳۹۱/۲

فائدہ: عرب کا اطلاق یمن، موجودہ سعودی عرب بہ شمول خلیجی ممالک پر ہوتا ہے، اردن، فلسطین، شام، لبنان اور شمالی افریقہ کے ممالک میں بھی عرب نسل کے افراد آباد ہیں، عراق سے مراد موجودہ عراق اور اس کے قریبی علاقے ہیں، ''ساج'' بیش قیمت دبیز کپڑے کو کہتے ہیں۔

دجال کا حلیہ

دجال جوان ہوگا اور عبدالعزیٰ بن قطن کے مشابہ ہوگا (عبدالعزیٰ بن قطن قبیلہ خزاعہ کا ایک شخص تھا جو زمانۂ جاہلیت میں مرگیا تھا) رنگ گندمی اور بال پیچ دار ہوں گے، دونوں آنکھیں عیب دار ہوں گی، بائیں آنکھ سے کانا ہوگا، آنکھ میں موٹی پھلّی ہوگی، پیشانی پر کافر اس طرح لکھا ہوگا ''ک ف ر'' جسے ہر مؤمن پڑھ سکے گا، خواہ لکھنا جانتا ہو یا نہ جانتا ہو، وہ ایک گدھے پر سواری کرے گا جس کے دونوں کانوں کے درمیان ستر ہاتھ کا فاصلہ ہوگا۔ (۱)

دجال کی رفتار بادل اور ہوا کی طرح تیز ہوگی، تیزی سے پوری دنیا میں پھر جائے گا، جیسے زمین اس کے لیے لپیٹ دی گئی ہو اور ہر طرف فساد پھیلائے گا، مگر مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہوسکے گا، اس زمانے میں مدینہ طیبہ کے سات دروازے ہوں گے (سات دروازوں سے بہ ظاہر سات راستے مراد ہیں) مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے ہر راستے پر فرشتوں کا پہرہ ہوگا جو دجال کو اندر گھسنے نہ دیں گے۔

وہ مدینہ طیبہ کے باہر سرخ ٹیلے کے پاس کھاری زمین کے ختم پر اور خندق کے درمیان ٹھہرے گا، بیرون مدینہ پر اس کا غلبہ ہوجائے گا، اُس وقت مدینہ طیبہ میں تین زلزلے آئیں گے، جو ہر منافق مرد و عورت کو مدینہ سے نکال پھینکیں گے، یہ سب منافقین دجال سے جاملیں گے، عورتیں دجال کی پیروی سب سے پہلے کریں گی، غرض مدینہ طیبہ ان سے بالکل پاک ہوجائے گا، اس لیے اُس دن کو ''یومِ نجات'' کہا جائے گا، جب لوگ اُسے پریشان کریں گے تو وہ غصے کی حالت میں واپس ہوگا۔ (۲)

(۱) ماخذہ مشکوۃ، کتاب الفتن، باب العلامات ۲/۴۷۷- (۲) ماخذہ صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال: ۲/۱۰۵۵، جامع الترمذی ابواب الفتن، باب ماجاء فی فتنۃ الدجال ۲/۴۹

فتنۂ دجال

فتنۂ دجال اتنا سخت ہوگا کہ تاریخِ انسانی میں اِس سے بڑا فتنہ کبھی ہوا نہ آئندہ ہوگا، اسی لیے تمام انبیائے کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو اس سے خبردار کرتے رہے؛ مگر اِس کی جتنی تفصیلات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتائیں، اتنی کسی اور نبی نے نہیں بتائیں، وہ پہلے نبوت کا اور اس کے بعد خدائی کا دعویٰ کرے گا، اُس کے ساتھ غذا کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا، زمین کے پوشیدہ خزانوں کو حکم دے گا تو وہ باہر نکل کر اُس کے پیچھے ہو جائیں گے، مادرزاد اندھے اور برص کے مریض کو تندرست کر دے گا، اللہ تعالیٰ اُس کے ساتھ شیاطین کو بھیجیں گے جو لوگوں سے باتیں کریں گے؛ چناں چہ دجال کسی دیہاتی سے کہے گا: ''اگر میں تیرے ماں باپ کو زندہ کر دوں تو کیا تو مجھے اپنا رب مان لے گا؟''۔

دیہاتی وعدہ کر لے گا: ''مان لوں گا'' تو اُس دیہاتی کے سامنے دو شیطان اس کے ماں باپ کی صورت میں آکر کہیں گے: ''بیٹا تو اِس کی اطاعت کر، یہ تیرا رب ہے۔''

دجال کے ساتھ دو فرشتے دو نبیوں کے ہم شکل ہوں گے، جو لوگوں کی آزمائش کے لیے اس کو اس طرح جھٹلائیں گے کہ سننے والوں کو ایسا معلوم ہو کہ گویا وہ اس کی تصدیق کر رہے ہیں جو شخص دجال کی تصدیق کرے گا، کافر ہو جائے گا اور اُس کے پچھلے تمام نیک اعمال ضائع ہو جائیں گے اور جو اُس کو جھٹلائے گا اُس کے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اُس کا ایک بڑا فتنہ یہ ہوگا کہ جو لوگ اُس کی بات مان لیں گے، اُن کی زمینوں میں دجال کے کہنے پر بادلوں سے بارش ہوتی نظر آئے گی اور اسی کے کہنے پر ان کی زمین نباتات اُگائے گی، اُن کے مویشی خوب فربہ (موٹے) ہو جائیں گے اور مویشیوں کے تھن دودھ سے بھر جائیں گے اور جو لوگ اُس کی بات نہ مانیں گے، اُن میں قحط پڑے گا اور اُن کے سارے مویشی ہلاک ہو جائیں گے۔

غرض اُس کی پیروی کرنے والوں کے سوا سب لوگ اُس وقت مَشَقَّت میں ہوں گے، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کوئی بھی اُسے قتل کرنے پر قادر نہ ہوگا۔

نہروں اور وادیوں کی صورت میں اُس کے ساتھ ایک جنت ہوگی اور ایک آگ، لیکن

حقیقت میں جنت آگ ہوگی اور آگ جنت، یعنی اللہ تعالیٰ اپنی قدرتِ کاملہ سے اُس کی جنت کو باطنی طور سے آگ بنادے گا اور آگ کو باطنی طور پر جنت بنادے گا، جو شخص اُس کی آگ میں گرے گا اس کا اجر وثواب یقینی اور گناہ معاف ہو جائیں گے اور جو شخص دجال پر ''سورۂ کہف'' کی ابتدائی دس آیات پڑھ دے گا، وہ اس کے فتنے سے محفوظ رہے گا، حتیٰ کہ اگر دجال اسے اپنی آگ میں بھی ڈال دے تو وہ اس پر ٹھنڈی ہو جائے گی، دجال تلوار یا آرے سے ایک مؤمن نوجوان کے دو ٹکڑے کر کے الگ الگ ڈال دے گا، پھر اس کو آواز دے گا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ زندہ ہو جائے گا، دجال اس سے پوچھے گا: ''بتا تیرا رب کون ہے؟'' وہ کہے گا: ''میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ تعالیٰ کا دشمن دجال ہے، مجھے آج پہلے سے زیادہ تیرے دجال ہونے کا یقین ہے۔''

دجال کو اس شخص کے علاوہ کسی اور کے مارنے اور زندہ کرنے پر قدرت نہ دی جائے گی، اُس کا فتنہ چالیس روز رہے گا، جن میں سے پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا دن ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتے کے برابر ہوگا، باقی دن حسبِ معمول ہوں گے۔ (۱)

اُس زمانے میں مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے، اُن میں سے ایک تو دو سمُندروں کے ملنے کی جگہ پر ہوگا (بہ ظاہر اس سے مراد بحر روم اور بحر فارس ہیں) دوسرا ''حیرہ'' عراق کے مقام پر اور تیسرا شام میں۔

وہ مشرق کے لوگوں کو شکست دے گا اور اس شہر میں سب سے پہلے آئے گا جو دو سمُندروں کے ملنے کی جگہ پر ہے۔

فائدہ: ''حیرہ'' عراق کا وہ علاقہ ہے جس کے قریب ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں شہر کوفہ آباد ہوا، یہ کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

شام سے اصل ملک شام مراد ہے جو طول (لمبائی) میں دریائے فرات (عراق) سے العریش تک (جہاں سے مصر شروع ہوتا ہے) اور عرض (چوڑائی) میں جزیرہ نمائے عرب سے بحر روم تک پھیلا ہوا تھا، اُرُدُن، فِلَسطین، لبنان، موجودہ سُوریہ، دِمَشق، بیت المقدس،

(۱) مشکوۃ، الفتن، باب العلامات: ۲/۴۷۷

طرابلُس ،اَنطاکیہ سب اِسی کے حصے تھے۔

شہر کے لوگ تین گروہوں میں بٹ جائیں گے، ایک گروہ وہیں رہ جائے گا کہ دیکھیں دجال کون ہے اور کیا کرتا ہے؟ یہ گروہ دجال کی پیروی کرے گا، اور ایک دیہات میں چلا جائے گا، ایک گروہ اپنے قریب والے شہر میں منتقل ہوجائے گا، (بہ ظاہر اس سے مراد ساحلِ فرات کی طرف نکل جائے گا جو دجال سے جنگ کرے گا) پھر دجال اس سے قریب والے شہر میں آئے گا، اس میں بھی لوگوں کے اسی طرح تین گروہ ہوجائیں گے اور تیسرا گروہ اس قریب والے شہر میں منتقل ہوجائے گا جو شام کے مغربی حصے میں ہوگا، یہاں تک کہ مؤمنین اُرُدُن اور بیت المقدس میں جمع ہوجائیں گے اور دجال شام میں فلسطین کے ایک شہر تک پہنچ جائے گا جو ’’’’بابِ لُد‘‘ پر واقع ہوگا اور مسلمان ایفیق نامی گھاٹی کی طرف سمٹ جائیں گے (یہ دو میل لمبی گھاٹی اردن میں واقع ہے) یہاں سے وہ اپنے مویشی چرنے کے لیے بھیجیں گے جو سب کے سب ہلاک ہوجائیں گے، بالآخر مسلمان بیت المقدس کے ایک پہاڑ پر محصور ہوجائیں گے جس کا نام ’’جبل الدخان‘‘ ہے اور دجال پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر مسلمانوں کی جماعت کا محاصرہ کرلے گا، یہ محاصرہ سخت ہوگا جس کے باعث مسلمان سخت مشقت اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہوجائیں گے حتّٰی کہ بعض لوگ اپنی کمان کی تانت جلا کر کھائیں گے۔

دجال آخری بار اُردن کے علاقے میں ایفیق نامی گھاٹی پر نمودار ہوگا، اس وقت جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہوگا، وہ وادئ اُرُدُن میں موجود ہوگا، وہ ایک تہائی مسلمانوں کو قتل کردے گا اور تہائی کو شکست دے کر بھگا دے گا اور صرف ایک تہائی مسلمان باقی بچیں گے، جب محاصرہ لمبا ہوگا تو مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی اُن سے کہیں گے کہ اب کس کا انتظار ہے؟ اس سرکش سے جنگ کرو تا کہ شہادت یا فتح میں سے ایک چیز تم کو حاصل ہوجائے۔

چناں چہ سب لوگ پختہ عہد کرلیں گے کہ صبح ہوتے ہی نمازِ فجر کے بعد دجال سے جنگ کریں گے۔[۱]

[۱] ماخذہ جامع الترمذی ،ابواب الفتن،باب ماجاء فی فتنة الدجال:۴۸/۲

نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

وہ رات سخت تاریک ہوگی اور لوگ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے، صبح کی تاریکی میں اچانک کسی کی آواز سنائی دے گی کہ تمھارا فریادرس آپہنچا، لوگ تعجب سے کہیں گے کہ یہ تو کسی شکم سیر کی آواز ہے، غرض نمازِ فجر کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوجائیں گے، نزول کے وقت وہ اپنے دونوں ہاتھ دو فرشتوں کے کاندھوں پر رکھے ہوئے ہوں گے۔ (۱)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ

آپ مشہور صحابی حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہم شکل ہوں گے، قدوقامت درمیانہ ، رنگ سرخ وسفید اور بال شانوں تک پھیلے ہوئے سیدھے صاف اور چمک دار ہوں گے، جیسے غسل کے بعد ہوتے ہیں، سر جھکائیں گے تو اس سے پانی کے قطرے موتیوں کی طرح ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائیں گے تو اس سے ایسے قطرے گریں گے جو چاندی کے دانوں کی طرح چمک دار اور موتیوں کی طرح سفید ہوں گے، جسم پر ایک زرہ اور ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے ہوں گے۔

جس جماعت میں آپ کا نزول ہوگا وہ اس زمانے کے صالح ترین آٹھ سو مرد اور چار سو عورتوں پر مشتمل ہوگی، ان کے پوچھنے پر آپ اپنا تعارف کرائیں گے اور دجال سے جہاد کے بارے میں ان کے جذبات وخیالات معلوم فرمائیں گے، اس وقت مسلمانوں کے امیر حضرت مہدی ہوں گے، جن کا ظہور نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو چکا ہوگا۔

مقامِ نزول، وقتِ نزول اور حضرت مہدی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول دمشق کی مشرقی سمت میں سفید منارے کے پاس یا بیت المقدس میں حضرت مہدی کے پاس ہوگا، اس وقت حضرت مہدی نمازِ فجر پڑھانے کے لیے آگے بڑھ چکے ہوں گے اور نماز کی اقامت ہوچکی ہوگی، حضرت مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امامت کے لیے بلائیں گے، مگر وہ انکار کریں گے اور فرمائیں گے: ”یہ اس امت کا اعزاز ہے کہ اس کے بعض لوگ بعض کے امیر ہیں“ جب حضرت مہدی پیچھے ہٹنے لگیں گے تو آپ

(۱) صحیح مسلم، کتاب الفتن ذکر الدجال: ۲/۴۰۰

ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے: ''تم ہی نماز پڑھاؤ؛ کیوں کہ اِس نماز کی اقامت تمھارے لیے ہوچکی ہے۔''

چناں چہ اُس وقت کی نماز حضرت مہدی ہی پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ان کے پیچھے پڑھیں گے۔ (۱)

دجال سے جنگ

غرض نمازِ فجر سے فارغ ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام (مسجد کا) دروازہ کھلوائیں گے جس کے پیچھے دجال ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار مسلح یہودی ہوں گے، آپ ہاتھ کے اشارے سے فرمائیں گے: 'میرے اور دجال کے درمیان سے ہٹ جاؤ'' دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھتے ہی اس طرح گھلنے لگے گا، جیسے پانی میں نمک گھلتا ہے یا جیسے رانگ اور چربی پگھلتی ہے، اس وقت جس کافر پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس کی ہوا پہنچے گی مرجائے گا اور جہاں تک آپ کی نظر جائے گی وہیں تک سانس پہنچے گا، مسلمان پہاڑ سے اتر کر دجال کے لشکر پر ٹوٹ پڑیں گے اور یہودیوں پر ایسا رعب چھا جائے گا کہ اچھا خاصا قدوقامت والا یہودی تلوار تک نہ اٹھا سکے گا، غرض جنگ ہوگی اور دجال بھاگ کھڑا ہوگا۔

قتلِ دجال اور مسلمانوں کی فتح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُس کا تعاقب کریں گے اور فرمائیں گے: ''میری ایک ضرب تیرے لیے مقدر ہوچکی ہے جس سے تو بچ نہیں سکتا۔'' اُس وقت آپ کے پاس دو نرم تلواریں اور ایک نیزہ ہوگا جس سے آپ دجال کو ''بابِ لُد'' پر قتل کریں گے، پاس ہی افیق نامی گھاٹی ہوگی، نیزہ اس کے سینے کے بیچوں بیچ لگے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کا خون جو آپ کے نیزہ پر لگ گیا ہوگا مسلمانوں کو دکھائیں گے، بالآخر دجال کے ساتھی یہودیوں کو شکست ہوجائے گی اور ان کو مسلمان چُن چُن کر قتل کریں گے، کسی یہودی کو کوئی چیز پناہ نہ دے گی؛ حتیٰ کہ درخت اور پتھر بول اٹھیں گے: ''یہ ہمارے پیچھے کافر یہودی چھپا ہوا ہے،

(۱) ماخذہ صحیح مسلم، کتاب الفتن باب ذکر الدجال :۲/۴۰۰، ماخذہ ابن ماجہ، الفتن، باب فتنة الدجال الرقم: ۴۰۷۷

آ کر اِسے قتل کردو۔" باقی ماندہ تمام اہل کتاب آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسلمان خنزیر کو قتل کریں گے، تاکہ نصاریٰ کی تردید ہوجائے جو خنزیر حلال سمجھ کر کھاتے ہیں اور صلیب توڑ دیں گے، یعنی نصرانیت کو مٹائیں گے۔ (١)

حضرت مہدی کی وفات

اِس کے بعد حضرت مہدی سات یا آٹھ سال یا نو سال مسلمانوں کے خلیفہ رہ کر اُنچاس سال کی عمر میں وصال فرمائیں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے جنازے کی نماز پڑھا کر دفن فرمائیں گے، اِس کے بعد تمام چھوٹے بڑے انتظامات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائیں گے، آپ کی خدمت میں دور دراز کے لوگ جو دجال کے دھوکہ، فریب سے بچے رہے ہوں گے، حاضر ہوں گے اور آپ ان کو جنت میں عظیم درجات کی خوش خبری دے کر دِلاسا و تسلی دیں گے، پھر لوگ اپنے اپنے وطن واپس ہو جائیں گے، مسلمانوں کی ایک جماعت آپ کی خدمت وصحبت میں رہے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مقام "فج الروحاء" میں تشریف لے جائیں گے، وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں کریں گے (فج الروحاء مدینہ طیبہ اور بدر کے درمیان ایک مقام ہے جو مدینہ طیبہ سے چھ میل پر واقع ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس پر جا کر سلام عرض کریں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے سلام کا جواب دیں گے۔

یاجوج ماجوج

لوگ امن وچین کی زندگی بسر کررہے ہوں گے کہ یاجوج ماجوج کی دیوار ٹوٹ جائے گی جو کہ ذوالقرنین بادشاہ نے تعمیر کی تھی، یاجوج ماجوج نکل پڑیں گے اور اتنی بڑی تعداد میں ہوں گے کہ وہ ہر بلندی سے اتریں گے اور تیز رفتاری کے باعث پھسلتے ہوئے معلوم ہوں گے۔

(یاجوج ماجوج انسانوں ہی کے دو بڑے بڑے وحشی قبیلوں کے نام ہیں)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو کوہِ طور کی طرف جمع

(١) ماخذہ صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ: ٣٩٦/٢

کرلیں؛ کیوں کہ یاجوج ماجوج کا مقابلہ کسی کے بس کا نہ ہوگا، وہ شہروں کو روند ڈالیں گے، زمین میں جہاں پہنچیں گے تباہی مچادیں گے، اور جس پانی پر گزریں گے اُسے پی کر ختم کردیں گے، اُن کی ابتدائی جماعت جب ''بحیرۂ طبریہ'' پر گزرے گی تو اُس کا پورا پانی پی جائے گی اور جب اُن کی آخری جماعت وہاں سے گزرے گی تو اسے دیکھ کر کہے گی یہاں کبھی پانی کا اثر تھا، بالآخر یاجوج ماجوج کہیں گے کہ اہل زمین پر تو ہم غلبہ پا چکے، آؤ اب آسمان والوں سے جنگ کریں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اُس وقت محصور ہوں گے، غذا کی سخت قلت کے باعث لوگوں کو ایک بیل کا سر سو دینار سے بہتر معلوم ہوگا، یعنی مال کی اتنی اہمیت نہیں ہوگی جتنی غذا کی ہوگی۔

فائدہ: کوہِ طور مصر کے قریب مدین کے پاس ہے۔

یاجوج ماجوج کی ہلاکت

لوگوں کی شکایت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یاجوج ماجوج کے لیے بددعا فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں اور کانوں میں ایک کیڑا اور حلق میں ایک پھوڑا نکال دیں گے جس سے سب کے جسم پھٹ جائیں گے اور وہ سب دفعتاً (اچانک) ہلاک ہوجائیں گے، اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے ساتھی کوہِ طور سے زمین پر اتریں گے، مگر پوری زمین یاجوج ماجوج کی لاشوں کی چکناہٹ اور بدبو سے بھری ہوگی جس سے مسلمانوں کو تکلیف ہوگی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ ایک ہوا اور لمبی گردنوں والے بڑے بڑے پرندے بھیج دے گا جو اُن کی لاشیں اٹھا کر سمُندر میں اور جہاں اللہ تعالیٰ چاہے گا پھینک دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایسی بارش برسائے گا جو زمین کو دھو کر آئینہ کی طرح صاف کردے گی اور زمین اپنی اصلی حالت پر ثمرات و برکات سے بھر جائے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برکات

دنیا میں آپ کا نزول اور آپ کا رہنا، امامِ عادل اور حاکمِ منصف کی حیثیت سے ہوگا، اِس امت میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہوں گے، چناں چہ آپ قرآن و حدیث اور

اسلامی شریعت پر خود بھی عمل کریں گے اور لوگوں کو بھی اِس پر چلائیں گے اور نمازوں میں لوگوں کی امامت کریں گے۔

آپ کا نزول اِس امت کے آخری دور میں ہوگا،نزول کے بعد دنیا میں چالیس سال قیام کریں گے،اسلام کے دورِ اول کے بعد یہ اِس امت کا بہترین دور ہوگا،آپ کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ سے محفوظ رکھیں گے اور جو لوگ اپنا دین بچانے کے لیے آپ سے جاملیں گے،وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہوں گے،اُس زمانے میں اسلام کے سوا دنیا کے تمام ادیان و مذاہب مٹ جائیں گے اور دنیا میں کوئی کافر باقی نہ رہے گا۔

اِس لیے جہاد موقوف ہوجائے گا اور نہ ہی خِراج وُصول کیا جائے گا اور نہ ہی جزیہ؛ مال وزر لوگوں میں اتنا عام کر دیں گے کہ مال کو کوئی قبول نہ کرے گا، زکوۃ وصدقات کا لینا ختم ہوجائے گا، کیوں کہ سب مال دار ہوں گے،زکوۃ لینے والا کوئی نہ ہوگا،لوگ ایسے دین دار ہوجائیں گے کہ ان کے نزدیک ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا،سات سال تک کسی بھی دو کے درمیان عداوت نہ پائی جائے گی،سب کے دلوں سے بخل،کینہ،بغض وحسد نکل جائے گا، چالیس سال تک نہ کوئی مرے گا،نہ بیمار ہوگا، ہر زہریلے جانور کا زہر نکال لیا جائے گا،سانپ اور بچھو بھی کسی کو ایذا نہ دیں گے، بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے، یہاں تک کہ بچہ اگر سانپ کے منھ میں بھی ہاتھ دے گا تو وہ اُسے نقصان نہ پہنچائے گا۔

درندے بھی کسی کو کچھ نہ کہیں گے،آدمی شیر کے پاس سے گزرے گا تو شیر نقصان نہ پہنچائے گا،حتیٰ کہ کوئی لڑکی شیر کے دانت کھول کر دیکھے گی تو وہ اُسے کچھ نہ کہے گا، اونٹ شیروں کے ساتھ، چیتے گایوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے،بھیڑیا بکریوں کے ساتھ ایسا رہے گا جیسے کتا ریوڑ کی حفاظت کے لیے رہتا ہے۔

زمین کی پیداواری صلاحیت اتنی بڑھ جائے گی کہ بیج ٹھوس پتھر میں بھی بویا جائے گا تو اُگ آئے گا،ہل چلائے بغیر بھی ایک ''مُد'' سے سات سو مُد گندم پیدا ہوگا،ایک انار اتنا بڑا ہوگا کہ اسے ایک جماعت کھائے گی اور اس کے چھلکے کے نیچے لوگ سایہ حاصل کریں گے،

دودھ میں اتنی برکت ہوگی کہ دودھ دینے والی ایک اونٹنی لوگوں کی بہت بڑی جماعت کو، ایک گائے پورے قبیلے کو اور ایک بکری پوری برادری کو کافی ہوگی، غرض نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد زندگی بڑی خوش گوار ہوگی۔ (۱)

فائدہ: مُد ایک پیمانہ ہے جو عہدِ رسالت میں رائج تھا، ہمارے وزن کے حساب سے اِس کا وزن تیرہ چھٹانک تین ماشہ اور تین تولہ ہوتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نکاح اور اولاد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد دنیا میں نکاح فرمائیں گے اور آپ کی اولاد بھی ہوگی، نکاح کے بعد دنیا میں آپ کا قیام اُنّیس سال ہوگا اور کل مدتِ قیام چالیس سال ہوگی۔

آپ کی وفات اور جانشین

اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہوجائے گی اور مسلمان نمازِ جنازہ پڑھ کر آپ کو دفن کریں گے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس دفن کیا جائے گا، لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت کے مطابق قبیلہ بنی تمیم کے ایک شخص کو جس کا نام ''مُقْعَد'' ہوگا خلیفہ مقرر کریں گے، پھر مُقْعَد کا بھی انتقال ہوجائے گا۔

متفرق علاماتِ قیامت

آپ کے بعد اگر کسی کی گھوڑی بچہ دے گی تو قیامت تک اس پر سواری کی نوبت نہیں آئے گی (ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ دوسری قسم کی سواریوں کا رواج ہوگا یا یہ مراد ہو کہ جہاد کے لیے سواری نہ ہوگی، کیوں کہ جہاد قیامت تک منقطع رہے گا)

زمین میں دھنس جانے کے تین واقعات ہوں گے، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک جزیرۂ عرب میں، جن میں منکرینِ تقدیر ہلاک ہوجائیں گے۔

دھواں

ایک خاص دھواں ظاہر ہوگا جو لوگوں پر چھا جائے گا، اس سے مؤمنین کو تو زکام سا محسوس ہوگا، مگر کفار کے سر ایسے ہوجائیں گے جیسے انھیں آگ پر بھون دیا گیا ہو۔

(۱) ماخذہ، صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب ذکر الدجال: ۲/۴۰۰ تا ۴۰۳

آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا

قیامت کی ایک علامت یہ ہوگی کہ ایک روز آفتاب مشرق کے بجائے مغرب سے طلوع ہوگا، جسے دیکھتے ہی سب کافر ایمان لے آئیں گے، مگر اُس وقت ان کا ایمان لانا قبول نہ کیا جائے گا اور گناہ گار مسلمانوں کی توبہ بھی اس وقت قبول نہ ہوگی۔

دابّۃُ الارض (زمین کا جانور)

دوسرے روز لوگوں میں اسی بات کا چرچا ہورہا ہوگا کہ صفا پہاڑ زلزلے سے پھٹ جائے گا جس میں سے ایک عجیب شکل کا جانور برآمد ہوگا، اس جانور کے نکلنے کی افواہ اس سے پہلے دو مرتبہ یمن اور نجد میں مشہور ہوچکی ہوگی، بہ لحاظِ شکل یہ حسب ذیل سات جانوروں سے مشابہت رکھتا ہوگا۔

(۱) چہرے میں آدمی سے۔

(۲) پاؤں میں اونٹ سے۔

(۳) گردن میں گھوڑے سے۔

(۴) دُم میں بیل سے۔

(۵) سرین میں ہرن سے۔

(۶) سینگوں میں بارہ سینگے سے۔

(۷) ہاتھوں میں بندر سے۔

یہ لوگوں سے صاف اور سلیس زبان میں باتیں کرے گا، اس کے ایک ہاتھ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور دوسرے میں حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی ہوگی، تمام شہروں میں ایسی تیزی کے ساتھ دوڑا کرے گا کہ کوئی انسان اس کا پیچھا نہ کرسکے گا اور کوئی بھاگنے والا اس سے بچ نہ سکے گا، ہر شخص پر نشان لگاتا جائے گا، اگر وہ صاحب ایمان ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے اس کی پیشانی پر ایک نورانی خط کھینچ دے گا جس کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ منور ہوجائے گا، اگر وہ صاحبِ ایمان نہیں ہے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے اس کی ناک یا گردن پر سیاہ مہر لگائے گا جس کی وجہ سے اس کا تمام چہرہ بے رونق ہوجائے گا، یہاں تک کہ

اگر ایک دسترخوان پر چند آدمی جمع ہوجائیں گے تو ہر ایک کے کفر وایمان میں بہ خوبی امتیاز ہوسکے گا۔اس جانور کا نام''دَابَّةُ الْاَرْض'' ہے،جو اس کام سے فارغ ہوکر غائب ہوجائے گا۔

آفتاب کے مغرب سے طلوع اور''دَابَّةُ الْاَرْض'' کے ظاہر ہونے سے صور پھونکے جانے تک ایک سو بیس سال کا عرصہ ہوگا۔

حبشیوں کا غلبہ اور خانہ کعبہ کو ڈھانا

اس کے بعد حبشہ کے کافروں کا غلبہ ہوگا اور زمین پر ان کی سلطنت ہوگی، وہ خانۂ کعبہ کو ایک ایک اینٹ کرکے توڑ دیں گے۔

یمن کی آگ

یمن میں عدن کے علاقے سے ایک آگ زمین کی گہرائی سے نکلے گی جو لوگوں کو محشر (شام) کی طرف ہانک کرلے جائے گی اور مؤمنین کو ملک شام میں جمع کردے گی۔[1]

''مُقْعَد'' کی موت کے بعد تیس سال گزرنے نہ پائیں گے کہ قرآنِ کریم لوگوں کے سینوں اور قرآنِ کریم کے نسخوں سے اٹھا لیا جائے گا، پہاڑ اپنے مرکزوں سے ہٹ جائیں گے، اِس کے بعد روحوں کو قبض کیا جائے گا، یعنی قیامت آجائے گی۔[2]

مؤمنین کی موت اور قیامت

ایک خوش گوار ہوا آئے گی جو تمام مؤمنین کی روحیں قبض کرلے گی،کوئی مؤمن دنیا میں باقی نہ رہے گا،صرف بدترین لوگ رہیں گے جو گدھوں کی طرح کھلم کھلا زنا کیا کریں گے، پہاڑ دُھن دیے جائیں گے،زمین چمڑے کی طرح پھیلا کر سیدھی کردی جائے گی،اس کے بعد قیامت کا حال پورے دنوں کی اس گابھن اونٹنی کی طرح ہوگا جس کے مالک ہر وقت اِس انتظار میں ہوں کہ دن رات میں نہ معلوم کب بچہ جن دے، بالآخر اِن ہی بدترین لوگوں پر قیامت آجائے گی۔

---

[1] ماخذہ ابوداود، کتاب الملاحم،باب امارات الساعۃ: ۲/۲۳۶۔ [2] قیامت کی مزید ترتیب وار تفصیلات کے لیے مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ کی کتاب ''علامات قیامت اور نزول مسیح'' کا مطالعہ فرمائیں۔

صور کا پھونکا جانا

جب دنیا میں کوئی ''اللہ اللہ'' کہنے والا باقی نہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکا جائے گا، صور بگل کی طرح ایک چیز ہے، حضرت اسرافیل علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ حکم فرمائیں گے اِس کو منہ سے بجائیں گے۔ (۱)

لوگ اُس وقت عیش و آرام میں ہوں گے، کوئی کسی کام میں، کوئی کسی میں مصروف ہوگا کہ صبح ہی لوگوں کے کان میں ایک باریک آواز آئے گی، لوگ حیران و پریشان ہوں گے کہ یہ کیسی آواز ہے، آہستہ آہستہ وہ آواز بلند ہوتی جائے گی، یہاں تک کہ کڑک دار ہوجائے گی، اس کی آواز کی شدت سے ہر چیز فنا ہوجائے گی اور لوگوں پر ایک بے ہوشی طاری ہوجائے گی، پھر آہستہ آہستہ آواز اور زیادہ ہونے لگے گی جس کی وجہ سے باہر کے وحشی جانور شہروں میں آجائیں گے اور شہروں کے لوگ گھبراہٹ میں جنگل میں نکل جائیں گے، پھر آواز اور زیادہ سخت ہوگی تو آسمان کے تارے، چاند اور سورج ٹوٹ کر گر پڑیں گے اور آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجائے گا اور زمین بھی ختم ہوجائے گی، ابلیس اور فرشتے بھی مرجائیں گے، سب سے آخر میں عرش، کرسی، لوح، قلم، بہشت، دوزخ، ارواح اور صور بھی تھوڑی دیر کے لیے فنا ہوجائیں گے۔

سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہ رہے گا

جب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی باقی نہ رہے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: ''کہاں ہیں بادشاہ، کس کے لیے آج کی سلطنت ہے؟''۔

پھر خود ہی ارشاد فرمائیں گے: ''ایک اللہ کی ہے جو قاہر ہے۔'' ایک وقت تک اللہ تعالیٰ کی ذات ہی رہے گی۔

مرنے کے بعد کا بیان

مرنے کے بعد ہر انسان کو اس کے عمل کے مطابق جزا و سزا ملے گی، جزا و سزا کا ایک مرحلہ مرنے کے بعد سے قیامت تک کا ہے اور یہ ابتدائی مرحلہ ہے، چناں چہ رسول اکرم

(۱) جامع الصغیر، حرف الصاد: ۳۰۷/۲ رقم: ٤٩٨٣

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص مر گیا اس کی قیامت تو قائم ہو گئی۔''①

اس مرحلے میں جزا و سزا پوری نہیں ہوتی۔

برزخی زندگی پر ایمان لانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب نعش (چار پائی وغیرہ پر) رکھ دی جاتی ہے اور اس کے بعد قبرستان لے جانے کے لیے اسے لوگ اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے: ''مجھے جلدی لے چلو۔'' اور اگر وہ نیک نہ تھا تو گھر والوں سے کہتا ہے: ''ہائے میری بربادی، مجھے کہاں لے جاتے ہو؟''

(پھر فرمایا) انسان کے سوا ہر چیز اس کی آواز سنتی ہے، اگر انسان اس کی آواز سن لے تو ضرور بے ہوش ہو جائے۔''②

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مردے کی ہڈیاں توڑنا ایسا ہی ہے جیسے زندگی میں اس کی ہڈی توڑ دی جائے۔''③

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو قبر سے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھا دیکھ کر فرمایا: ''اس قبر والے کو تکلیف نہ دو''۔④

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے، کہ مرنے والے کو اگرچہ ہم مردہ سمجھتے ہیں، لیکن حقیقت میں وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہوتا ہے، اگرچہ اس کی زندگی ہماری اس زندگی سے مختلف ہوتی ہے۔

برزخی زندگی قبر کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ موت کے فوراً بعد سے قیامت قائم ہونے تک ہر شخص پر جو زمانہ گزرتا ہے اس کو برزخ کہا جاتا ہے، خواہ اسے قبر میں رکھا گیا ہو یا نہ رکھا گیا ہو، بلکہ اگر اُس کو جلا دیا جائے یا سمُندر میں بہا دیا جائے، تب بھی وہ عالم برزخ میں ہوتا ہے اور وہاں چوں کہ اس میں سمجھ وشعور ہوتا ہے، لہذا وہ اپنے اعمال کے مطابق راحت میں

---

①حاشیه صحیح البخاری، الرقاق، باب سکرات الموت: ٩٦٤/٢ ②صحیح البخاری، الجنائز، باب قول المیت وهو علی الجنازة رقم: ١٣١٦– ③سنن ابی داود، الجنائز، باب فی الحفار یجد العظم رقم: ٣٢٠٧– ④مشکوة، کتاب الجنائز، باب دفن المیت، الفصل الثالث: ١٤٩/١

ہوتا ہے یا تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے۔

نیک آدمی کی موت قابلِ رشک ہوتی ہے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں قبرستان گئے، جب قبر تک پہنچے تو دیکھا کہ ابھی لحد نہیں بنائی گئی ہے، اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے آس پاس (باادب) اس طرح بیٹھ گئے کہ جیسے ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی اس طرح خاموش دم بہ خود ہو کر بیٹھ گئے جیسا کہ ہم میں حرکت ہی نہیں رہی، پرندہ حرکت نہ کرنے والی چیز پر بیٹھتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی، جس سے زمین کرید رہے تھے (جیسے کوئی غم گین کیا کرتا ہے) آپ نے سر مبارک اٹھا کر فرمایا:

''قبر کے عذاب سے پناہ مانگو۔'' دو تین مرتبہ یہ ہی فرمایا پھر فرمایا: ''بلاشبہ جب مؤمن بندہ دنیا سے جاتا ہے اور آخرت کا رخ کرتا ہے تو اس کے پاس آسمان سے فرشتے آتے ہیں جن کے سفید چہرے سورج کی طرح روشن ہوتے ہیں، ان کے ساتھ جنتی کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوش بو ہوتی ہے، یہ فِرشتے جہاں تک اس کی نظر پہنچے وہاں تک بیٹھ جاتے ہیں، پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں:

''اے پاکیزہ روح! اللہ کی مغفرت اور اس کی رضامندی کی طرف نکل کر چل'' چناں چہ اس کی روح اس طرح سہولت سے نکل آتی ہے جیسے مشکیزہ میں سے (پانی کا) قطرہ بہتا ہوا باہر آجاتا ہے، ملک الموت اسے لے لیتے ہیں، ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فِرشتے (جو دور تک بیٹھے ہوتے ہیں) پل بھر بھی ان کے ہاتھ میں نہیں چھوڑتے، یہاں تک کہ اسے لے کر اسی کفن اور خوش بو میں رکھ کر آسمان کی طرف چل دیتے ہیں، زمین پر جو کوئی بھی عمدہ سے عمدہ خوش بو مشک کی پائی گئی ہے، اس جیسی وہ خوش بو ہوتی ہے، پھر اس روح کو لے کر فِرشتے (آسمان کی طرف) چڑھنے لگتے ہیں اور فِرشتوں کی جس جماعت پر بھی ان کا گزر ہوتا ہے، وہ کہتے ہیں: ''کون سی پاکیزہ روح ہے؟''۔

وہ اس کا اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں جس سے اسے دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے' اسی طرح پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں، دروازہ کھول دیا جاتا ہے (اور پھر وہ اس روح کو لے کر اوپر چلے جاتے ہیں)، یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچ جاتے ہیں، ہر آسمان کے معزّز فرِشتے دوسرے آسمان تک اسے رخصت کرتے ہیں (جب ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میرے بندے کی کتاب ''عِلِّیِّیِن'' میں لکھ دو اور اسے زمین پر واپس لے جاؤ، کیوں کہ میں نے انسان کو زمین ہی سے پیدا کیا ہے اور اسی میں اس کو لوٹادوں گا، اسی سے اس کو دوبارہ نکالوں گا۔''

چناں چہ اس کی روح اس کے جسم میں واپس کردی جاتی ہے، اس کے بعد دو فرِشتے اس کے پاس آتے ہیں، جو آکر اسے بٹھاتے ہیں، اس سے سوال کرتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟''۔

وہ جواب دیتا ہے: ''میرا رب اللہ ہے'' پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کیا ہے؟''۔

وہ جواب دیتا ہے: ''میرا دین اسلام ہے''، پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''یہ صاحب کون ہیں جو تمھارے پاس بھیجے گئے؟''۔

وہ کہتا ہے: ''وہ اللہ کے رسول ہیں'' پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا علم کیا ہے؟'' وہ کہتا ہے: ''میں نے اللہ کی کتاب پڑھی، میں اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی'' اس کے بعد (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) ایک منادی آسمان سے آواز دیتا ہے: ''میرے بندے نے سچ کہا ہے، اس کے لیے جنت کے بچھونے بچھادو اور اس کو جنت کے کپڑے پہنادو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔''

چناں چہ جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے جس کے ذریعے جنت کا آرام اور اس کی خوش بو آتی رہتی ہے اور اس کی قبر جہاں تک اس کی نظر پہنچے، کشادہ کردی جاتی ہے، اس کے بعد نہایت خوب صورت چہرے والا بہترین لباس والا (اور) پاکیزہ خوش بو والا ایک شخص

اس کے پاس آکر کہتا ہے:

''خوش خبری سن لو، یہ تمھارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

وہ کہتا ہے: تم کون ہو؟ تمھارا چہرہ حقیقت میں چہرہ کہنے کے لائق ہے اور اس لائق ہے کہ اچھی خبر لائے۔

وہ کہتا ہے: ''میں تمھارا نیک عمل ہوں''

اس کے بعد وہ (خوشی میں) کہتا ہے: ''اے رب! قیامت قائم فرما، اے رب! قیامت قائم فرما، تاکہ میں اپنے مال اور اہل وعیال کے پاس پہنچ جاؤں'' (اس سے مراد جنت کی حوریں اور نعمتیں ہیں)۔

کافر کی موت آتے ہی ناکامیاں شروع ہو جاتی ہیں

جب کافر بندہ دنیا سے جاتا ہے اور آخرت کا رخ کرتا ہے تو سیاہ چہروں والے فرِشتے آسمان سے اس کے پاس آتے ہیں، جن کے پاس ٹاٹ ہوتے ہیں، اور وہ اس کے پاس اتنی دور تک بیٹھ جاتے ہیں جہاں تک اس کی نظر پہنچتی ہے، پھر ملک الموت تشریف لاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتے ہیں پھر کہتے ہیں:

''اے خبیث جان! اللہ کی ناراضگی کی طرف نکل، ملک الموت کا یہ فرمان سن کر روح اس کے جسم میں ادھر ادھر بھاگتی پھرتی ہے، ملک الموت اس کی روح کو جسم سے اس طرح نکالتے ہیں، جیسے بوٹیاں بھوننے کی سیخ بھیگے ہوئے اون سے صاف کی جاتی ہے (یعنی کافر کی روح کو جسم سے زبردستی اس طرح نکالتے ہیں جیسے بھیگا ہوا اون کانٹے اور سیخ پر لپٹا ہوا ہو اور اس کو زور سے کھینچا جائے) پھر اس روح کو ملک الموت (اپنے ہاتھ میں) لے لیتے ہیں اور ان کے ہاتھ میں لیتے ہی دوسرے فرِشتے پلک جھپکنے کے برابر بھی ان کے پاس نہیں چھوڑتے، فوراً ان سے لے کر اسے ٹاٹوں میں لپیٹ دیتے ہیں اور ٹاٹوں میں ایسی بدبو آتی ہے جیسے کبھی کسی بدترین سڑی ہوئی مردہ لاش سے روئے زمین پر بدبو پھوٹی ہو، وہ فرِشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرِشتوں کی جس جماعت پر بھی پہنچتے ہیں وہ کہتے ہیں: ''کون سی خبیث روح ہے؟'' وہ اس کا برے سے برا وہ نام لے کر کہتے ہیں جس سے وہ

دنیا میں بلایا جاتا ہے کہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے، یہاں تک کہ وہ اسے لے کر پہلے آسمان تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلوانا چاہتے ہیں، مگراس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا، پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اس کو کتاب ''سِجِّیْن'' میں لکھ دو۔'' جو سب سے نیچی زمین میں ہے، چناں چہ اس کی روح (وہیں سے) پھینک دی جاتی ہے، پھر اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے اور اس کے پاس دو فرِشتے آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: ''تیرا رب کون ہے؟''۔

وہ کہتا ہے: ''ہائے ہائے مجھے پتا نہیں'' پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''تیرا دین کیا ہے؟''۔

وہ کہتا ہے: ''ہائے ہائے مجھے پتا نہیں'' پھر اس سے پوچھتے ہیں: ''یہ شخص کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟''۔

وہ کہتا ہے: ''ہائے ہائے مجھے پتا نہیں''۔

پھر یہ سوالات وجوابات ہوجاتے ہیں تو آسمان سے ایک پکارنے والا آواز دیتا ہے: ''اس نے جھوٹ کہا (کیوں کہ اسے رب کی خبر ہے، لیکن یہ اس کو مانتا نہ تھا اور جس دین پر تھا، اس کا بھی علم ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کا بھی علم ہے، لیکن عذاب سے بچنے کے لیے اپنے کو نادان ظاہر کر رہا ہے) اس کے نیچے آگ بچھا دو اور اس کے لیے دوزخ کا دروازہ کھول دو۔''

چناں چہ دوزخ کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور دوزخ کی تپش اور سخت گرم لو آتی رہتی ہے اور قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے، یہاں تک کہ اس کی ایک طرف کی پسلیاں دوسری طرف کی پسلیوں میں چلی جاتی ہیں اور اس کے پاس ایک شخص آتا ہے جو بدصورت اور برے کپڑے پہنے ہوئے ہوتا ہے، اس کے جسم سے بری بدبو آتی ہے، وہ شخص اس سے کہتا ہے: ''مصیبت کی خبر سن لے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔''

مردہ کہتا ہے: ''تو کون ہے، تیرا نہایت برا چہرہ برائی لاتا ہے؟''۔

وہ کہتا ہے: ''میں تیرا برا عمل ہوں۔'' یہ سن کر وہ (اس ڈر سے کہ میں قیامت میں یہاں سے زیادہ عذاب میں گرفتار ہوں گا) یوں کہتا ہے: ''اے رب! قیامت قائم نہ

کرے“۱

موت کے بعد زندہ ہونے پر ایمان اور اس کی تفصیلات

جزاوسزا کا دوسرا مرحلہ قیامت کے دن سے نہ ختم ہونے والی زندگی تک ہے، اس مرحلے کو ”حشر“ کہتے ہیں، اس میں پوری پوری جزاوسزا ہوگی۔

موت کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد سب کو قیامت کے دن دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔ پہلے صور کے بعد جب تقریباً چالیس سال کا عرصہ گزر جائے گا تو حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوبارہ صور پھونکیں گے، ایک بارش برسے گی جس سے سبزہ کی طرح ہر جان دار، جسم کے ساتھ زندہ ہوگا۔۲

سب سے پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک سے اٹھیں گے، آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھیں گے، پھر جگہ جگہ سے انبیا، صدیقین، شہدا، صالحین اٹھیں گے، پھر عام مؤمنین پھر فاسقین پھر کافرین تھوڑی تھوڑی دیر بعد اٹھیں گے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں قیامت کے دن ابوبکر اور عمر کے ساتھ اٹھوں گا، پھر میں بقیع (قبرستان) آؤں گا اور وہاں سے اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے اس کے بعد میرے پاس مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے لوگ آئیں گے۔

ہر شخص جس حال میں مرا ہے اس میں اٹھے گا، شہیدوں کے زخموں سے خون بہتا ہوا ہوگا، اس کی خوش بو زعفران جیسی ہوگی اور جو حج کرتے ہوئے مرا ہوگا، وہ لبیک کہتا ہوا اٹھے گا، ہر شخص برہنہ بے ختنہ اٹھے گا۔

سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا سفید جوڑا پہنایا جائے گا، اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے بہتر جوڑا پہنایا جائے گا، لوگوں میں سے کوئی پیدل کوئی سوار میدان حشر میں جائے گا، بعض تنہا سوار ہوں گے، کسی سواری پر دو کسی پر تین، کسی پر چار کسی پر دس سوار ہوں گے۔ کافر منھ کے بل چلتا ہوا میدان حشر میں پہنچے گا، کافر کو فرشتے گھسیٹ کر لے

۱ مسند احمد:۸۷/۴رقم:۱۸۰۶۳- ۲ ماخذہ صحیح مسلم، الفتن واشراط الساعة، باب بین النفختین:۲۰۶/۲

جائیں گے، کسی کو آگ ہنکا کر لائے گی، کافر گونگے، بہرے اور اندھے اٹھائے جائیں گے، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آپ کے پاس اور دیگر امتیں اپنے اپنے نبیوں کے پاس جمع ہوجائیں گی، خوف کی شدت کی وجہ سے سب کی آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوں گی، کوئی شخص کسی کی شرمگاہ پر نظر نہیں ڈال سکے گا، اگر ڈالے بھی تو وہ بچوں کی طرح شہوانی جذبات سے خالی ہوگا۔

آفتاب ایک میل کے فاصلے پر ہوگا جس کی گرمی سے دماغ اُبلنے لگے گا اور اِس کثرت سے پسینہ نکلے گا کہ ستر گز زمین میں جذب ہوجائے گا، پھر جب زمین پسینہ نہ پی سکے گی تو پسینہ اوپر کی طرف چڑھے گا، انبیا اور نیک بخت مؤمنوں کے تو صرف تلوے تر ہوں گے، عام مؤمنین میں سے کسی کا پسینہ ایڑیوں تک، کسی کا ٹخنوں تک، کسی کا آدھا پنڈلی تک، کسی کا گھٹنوں تک، کسی کا کمر تک، کسی کا سینے تک، کسی کا گلے تک ہوگا، کافر کا پسینہ تو منھ تک چڑھ کر لگام کی طرح اسے جکڑ لے گا، بھوک پیاس کی وجہ سے لوگ مجبور ہوکر خاک پھانکنے لگیں گے، آفتاب کی گرمی کے علاوہ اور بھی نہایت ترس ناک اور ہول ناک امور پیش آئیں گے، ہر گناہ گار اپنے گناہ کے بقدر تکلیف میں مبتلا ہوگا، ایک ہزار سال کی مقدار تک لوگ ان ہی تکالیف ومصائب میں مبتلا رہیں گے۔ (۱)

اور سات مندرجہ ذیل گروہوں کو عرش کے سائے میں جگہ دی جائے گی:

(۱) عادل بادشاہ۔ (۲) نوجوان عابد۔ (۳) وہ شخص جو مسجد سے دل لگاؤ رکھے۔ (۴) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرکے روئے اور اس کے آنسو بہنے لگیں۔ (۵) وہ دو شخص جن کی آپس میں محبت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو، اسی بنا پر ملتے ہوں اور اسی بنا پر جدا ہوتے ہوں۔ (۶) وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس طرح خیرات کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو علم نہ ہو۔ (۷) وہ شخص جس کو مال دار، خوب صورت عورت برائی کے لیے بلائے اور وہ انکار کردے۔ (۲)

---

(۱) ماخذہ جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة باب ماجاء فی شان الحساب الرقم: ٢٤٢١- (۲) صحیح البخاری، کتاب الزکوة، باب الصدقة بالیمین، رقم: ١٤٢٣

قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کے لیے وہ دن اتنا ہلکا کر دیا جائے گا جتنے وقت میں فرض نماز ادا کی جاتی ہے، بلکہ اس سے بھی کم۔

شفاعت پر ایمان اور اس کی تفصیلات

شفاعت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے روز سب لوگ نہایت پریشانی کی حالت میں سفارش کروانے کے لیے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس، پھر حضرت نوح علیہ السلام کے پاس، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، ہر نبی دوسرے نبی کے پاس بھیجتے رہیں گے اور خود سفارش کرنے سے معذرت کرتے رہیں گے، یہاں تک کہ تمام لوگ سب سے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے:

ہاں! میں اس کے لیے مقرر ہوں، میں اپنے رب سے اجازت مانگوں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفارش کرنے کی فضیلت عطا ہو چکی ہے، لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ کی بڑائی کی وجہ سے شفاعت کی اجازت مانگیں گے) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں گر کر اللہ تعالیٰ کی بہت تعریف کریں گے، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعت کی اجازت عطا فرما دیں گے، اسی کو ''مقامِ محمود'' کہتے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوگا، یہ شفاعت میدانِ حشر کی شدت اور دہشت کو کم کرنے اور حساب و کتاب شروع ہونے کے لیے ہوگی، تمام لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف کریں گے۔

یہ پہلی شفاعت ہوگی جس کو ''شفاعتِ کبریٰ'' کہتے ہیں۔

دوسری شفاعت حساب اور سوال میں سہولت ہو جانے کے لیے ہوگی کہ ان کو حساب کے بغیر ہی جنت میں داخل کیا جائے۔

تیسری شفاعت بعض گناہ گاروں پر عذاب کا حکم جاری ہونے کے بعد ہوگی کہ ان کا قصور معاف کر دیا جائے اور جہنم میں نہ ڈالا جائے۔

چوتھی شفاعت بعض گناہ گار جو جہنم میں داخل ہوں گے ان کو دوزخ سے نکالنے کے لیے ہوگی۔

پانچویں شفاعت بعض اہل ایمان کے درجے بلند ہونے کے لیے ہوگی کہ اس مؤمن کو اس سے بڑھ کر درجہ دیا جائے، یہ شفاعت کی پانچ قسمیں ہوئیں جو احادیث سے ثابت ہیں اور سب حق ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک جھنڈا دیا جائے گا جس کو "لِوَاءِ حَمْد" (تعریف کا جھنڈا) کہتے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے تمام مؤمنین اسی کے نیچے ہوں گے، اس دن ہر ایک کو آپ کے مرتبہ کا علم ہوجائے گا کہ آپ تمام انبیا علیہم السلام کے سردار ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام شفاعت کریں گے، انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد صلحا، علما، شہدا، حفاظ اور حجاج شفاعت کریں گے، بلکہ ہر وہ شخص جسے کوئی دینی منصب عنایت ہوا، اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کرے گا، لیکن بلا اجازت کوئی شخص شفاعت نہ کر سکے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میری امت میں سے بعض لوگ ایک بڑی جماعت کی شفاعت کریں گے اور بعض ایک قبیلے کی اور بعض چالیس آدمیوں کی اور کوئی ایک آدمی کی شفاعت کرے گا، مسلمانوں کے چھوٹے بچے بھی قیامت کے دن اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے اور بعض لوگوں کی شفاعت قرآن کریم یا کوئی اور نیک عمل کرے گا۔ (۱)

حوضِ کوثر کی تفصیلات

قیامت کے دن ہر نبی کے لیے ایک حوض ہوگا اور ہر نبی کی امت کی الگ الگ پہچان ہوگی، جب لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو ان کو نہایت شدت کی پیاس لگے گی، تمام انبیا علیہم السلام اپنی اپنی امت کو پہچان کر اپنے اپنے حوض سے پانی پلائیں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی پہچان یہ ہے کہ ان کے وضو کے اعضا نہایت روشن ہوں گے، ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوض کا نام "کوثر" ہے، وہ سب حوضوں سے بڑا ہے، اس کی لمبائی ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کے کنارے برابر ہیں یعنی وہ چوکور ہے، اس

(۱) صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ۹۷۱/۲، جامع الترمذی، ابواب صفة القیامة، باب ماجاء فی الشفاعة: ۶۹/۲

کے عرض وطول (لمبائی، چوڑائی) دونوں برابر ہیں اوراس کے کناروں پر موتی کے قبے ہیں، اس کی مٹی نہایت خوش بودار مشک کی ہے،اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید،شہد سے زیادہ میٹھا،گلاب اور مشک سے زیادہ خوش بودار،سورج سے زیادہ روشن اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے،اس کے برتن ستاروں کی طرح چمک دار اور بہ کثرت ہیں،اس میں جنت سے دو پرنالے ہر وقت گرتے رہتے ہیں،ایک سونے کا دوسرا چاندی کا۔

آپ ﷺ اپنے دستِ مبارک سے جام بھر بھر کر پلائیں گے،مؤمنین اسے پی کر خوش حال ہوجائیں گے جو ایک بار پی لے گا پھر اس کے بعد کبھی بھی اس کو پیاس نہ لگے گی۔

سب سے پہلے پینے کے لیے مہاجر فقرا آئیں گے، یہ وہ لوگ ہیں کہ دنیا میں جن کے سروں کے بال بکھرے ہوئے اور چہرے بھوک اور محنت وتھکن کے باعث بدلے ہوئے ہوتے تھے،ان کے لیے بادشاہوں اور حاکموں کے دروازے نہیں کھولے جاتے تھے اور عمدہ عورتیں ان کے نکاح میں نہیں دی جاتی تھیں اور ان کے معاملات کی خوبی کا یہ حال تھا کہ ان کے ذمہ جو حق کسی کا ہوتا تھا تو سب چکا دیتے تھے اور ان کا جو حق کسی پر ہوتا تھا تو پورا نہ لیتے تھے، بلکہ تھوڑا بہت چھوڑ دیتے تھے۔

بعض لوگ جنھوں نے دین میں نئی نئی باتیں پیدا کی ہوں گی، وہ حوض پر آنے سے روک دیے جائیں گے۔ (۱)

نور کی تقسیم

پل صراط پر سے گزرنے سے پہلے نور تقسیم ہوگا، ایمان والے مردوں اور عورتوں کو ان کے اپنے اپنے اعمال کے بقدر نور ملے گا جس کی روشنی میں پل صراط پر سے گزریں گے، یہ نور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کا راستہ بتانے والا ہوگا، کسی کا نور پہاڑ کے برابر ہوگا، کسی کا نور کھجور کے درخت کے برابر ہوگا، سب سے کم نور اس شخص کا ہوگا جو صرف انگوٹھے پر ٹمٹماتے چَراغ کی طرح ہوگا، کبھی بجھ جائے گا اور کبھی روشن ہوجائے گا۔

(۱) ماخذہ صحیح البخاری، کتاب الحوض: ۲/۹۷۳تا۹۷۵

نامۂ اعمال کی تقسیم

قیامت کے دن سب کو نامۂ اعمال دیے جائیں گے، مؤمنوں کو سامنے سے دائیں ہاتھ میں اور کافروں کو پیچھے سے بائیں ہاتھ میں ملیں گے، نیکیاں اور برائیاں ترازو میں تولی جائیں گی، جس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہوگا، وہ جنت میں جائے گا اور جس کی نیکیوں کا پلہ ہلکا ہوگا وہ دوزخ میں جائے گا اور جس کے دونوں پلے برابر ہوں گے وہ کچھ مدت ''اَعْرَاف'' میں رہے گا، پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں جائے گا، مسلمانوں کے حساب میں آسانی ہوگی اور کافروں کے حساب میں تنگی اور رسوائی ہوگی، کسی پر بھی ذرہ برابر ظلم نہ ہوگا، ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دے دی جائیں گی، جب نیکیاں ختم ہوجائیں گی تو مظلوم کی برائیاں ظالم پر ڈال دی جائیں گی، چرند، پرند اور وحشی جانوروں کا بھی حساب ہوگا، انسان اور جنات کے علاوہ سب کو بدلہ دلا کر ختم کر دیا جائے گا۔

پل صراط پر ایمان اور اس کی تفصیلات

جنت میں جانے کے لیے دوزخ پر ایک پل ہوگا جو کہ بال سے زیادہ باریک، تلوار سے زیادہ تیز، رات سے زیادہ کالا اور آگ سے زیادہ گرم ہوگا، اس میں پھسلن ہوگی جس کی وجہ سے چلنا مشکل ہوگا، سب کو اس پر چلنے کا حکم ہوگا، اس پر سب سے پہلے نبیوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزریں گے، آپ کے بعد آپ کی امت گزرے گی اور پھر دوسرے لوگ گزریں گے، اُس وقت انبیا علیہم السلام کے علاوہ کوئی اور بات نہیں کرے گا اور انبیا علیہم السلام کی بات ''اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ'' (اے اللہ! بچا، حفاظت فرما) ہوگی، جہنم میں پل صراط کے دونوں جانب سعدان جھاڑی کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہوں گے، وہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے پکڑ کر جہنم میں گرادیں گے اور بعض کا گوشت چھیل ڈالیں گے، لیکن جہنم میں گرائے جانے سے بچالیے جائیں گے۔

مؤمن سب گزر جائیں گے، بعض بجلی کی طرح، بعض تیز ہوا کی طرح، بعض پرندوں کی طرح، بعض تیز گھوڑے کی طرح، بعض تیز اونٹ کی طرح بعض پیدل تیز چلنے والے کی طرح، بعض عورتوں کی طرح آہستہ آہستہ چلیں گے، بعض سرین پر گھسٹتے ہوئے چلیں گے اور کوئی

چیونٹی کی چال چلے گا، کافر اور منافق کٹ کٹ کر دوزخ میں گر جائیں گے۔①

دوزخ پر ایمان اور اس کی تفصیلات

دوزخ کی بناوٹ

دوزخ اللہ تعالیٰ کا جیل خانہ ہے جس میں نافرمانوں کو ڈالا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا مفہوم ہے: ''جہنم بہت برا ٹھکانہ ہے۔''②

ایک جگہ فرمایا جس کا مفہوم ہے: ''دوزخیوں کو آگ اوپر سے بھی گھیرے میں لیے ہوئے ہوگی اور نیچے سے بھی گھیرے میں لیے ہوئے ہوگی۔''③

جہنم کی گہرائی اتنی ہے کہ اگر ایک پتھر جہنم میں ڈالا جائے تو دوزخ کی تہہ میں پہنچنے سے پہلے ستّر سال تک گرتا چلا جائے گا۔

دوزخ کی دیواریں جو اسے چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہیں، وہ اتنی موٹی ہیں کہ ان میں سے صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کے لیے چالیس سال خرچ ہوں۔

دوزخ کے سات طبقے ہیں، ان سات طبقوں میں کم وبیش مختلف قسم کا عذاب ہے، دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص کو ہوگا کہ جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہوگا، وہ سمجھے گا کہ سب سے زیادہ عذاب اسے ہو رہا ہے۔④

آگ کا عذاب اور اس کی کیفیت

دوزخ کو ایک ہزار برس تک دہکایا گیا تو اس کی آگ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دہکایا گیا تو اس کی آگ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دہکایا گیا تو اس کی آگ سیاہ ہوگئی، اب دوزخ سیاہ ہے اندھیری رات کی طرح تاریک ہے اس کی لپیٹ سے اس میں روشنی نہیں ہوتی، یعنی ہمیشہ اندھیرا ہی رہتا ہے، دوپہر کو روزانہ دوزخ دہکائی جاتی ہے۔⑤

①ماخذہ صحیح البخاری ،کتاب الرقاق،باب الصراط جسر جهنم:۹۷۳/۲،ماخذہ صحیح مسلم،الایمان ،باب اثبات الشفاعة:۱۱۲،۱۰۲/۱②آل عمران :۱۲-③الزمر:۱۶-④ماخذہ صحیح مسلم،باب جهنم: ۳۸۱/۲-⑤ماخذہ جامع الترمذی ،صفة جهنم،باب فی صفة النار ،الرقم:۲۵۹۱

دوزخ بہت بڑی جگہ ہے، لیکن عذاب کے لیے دوزخیوں کو تنگ تنگ جگہوں میں رکھا جائے گا، جس طرح دیوار میں کیل گاڑی جاتی ہے، اس طرح دوزخیوں کو دوزخ میں ٹھونسا جائے گا، صبر کرنے پر بھی عذاب سے رہائی نہ ہوگی۔

دوزخ میں ایک آگ کا پہاڑ ہے جس پر دوزخی کو ستّر سال تک چڑھایا جائے گا، پھر ستّر سال تک اوپر سے گرایا جائے گا اور ہمیشہ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے ستّر حصوں میں سے ایک حصہ ہے، آدمی اور پتھر اس کا ایندھن ہیں۔

دوزخیوں کو دوزخ میں بھر کر دروازے بند کر دیے جائیں گے، آگ کے اتنے بڑے بڑے شعلے ہوں گے جیسے ستون ہوتے ہیں اور دوزخی اس میں بند ہوں گے۔

دوزخیوں کو آگ روزانہ ستر ہزار مرتبہ جلائے گی، ہر مرتبہ جلانے کے بعد کہا جائے گا: ''جیسے تھے ویسے ہی ہو جاؤ۔'' چناں چہ وہ ہر بار ویسے ہی ہو جائیں گے۔

دوزخی کو آگ جلائے گی جس کی وجہ سے اس کا اوپر کا ہونٹ سکڑ کر بیچ سر تک پہنچ جائے گا اور نیچے کا ہونٹ لٹک کر ناف تک پہنچ جائے گا۔

دوزخیوں کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا جو اُن کے پیٹوں میں پہنچ کر اُن تمام چیزوں کو کاٹ دے گا جو اُن کے پیٹوں کے اندر ہیں اور آخر میں قدموں سے نکل جائے گا، اس کے بعد پھر دوزخی کو ویسا ہی کر دیا جائے گا جیسے پہلے تھا۔

کھولتے پانی میں گناہ گار کے بال پکڑ کر غوطہ دیا جائے گا جس سے اس کا تمام گوشت گل کر گر جائے گا اور ہڈیوں کے ڈھانچے اور دو آنکھوں کے سوا کچھ نہ بچے گا۔ [۱]

دوزخ کے سانپ اور بچھو

دوزخ میں بڑی لمبی گردنوں والے اونٹوں کے برابر سانپ ہیں، جب ان میں سے کوئی سانپ ایک بار ڈسے گا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا۔

---

[۱] ماخذہ مشکوۃ، کتاب الفتن، باب صفة النار واهلها: (۵۰۳/۲)

دوزخ میں پالان سے لدے ہوئے خچروں کی طرح بچھو ہیں، جب ان میں سے کوئی بچھو ایک بار ڈسے گا تو دوزخی چالیس سال تک اس کی سوزش محسوس کرتا رہے گا، دوزخیوں پر ایسے بچھو مسلط کیے جائیں گے جن کے نوکیلے دانت لمبی لمبی کھجوروں کے برابر ہوں گے۔ (۱)

دوزخ کے لباس اور کھانے

دوزخیوں کے لباس اس تانبے کے ہوں گے جو سخت گرم آگ جیسے ہوں گے، دوزخیوں کو کھَولتے ہوئے چشمے کا پانی ملے گا اور سوائے ''ضَرِیع'' (کانٹے دار درخت) کے کھانے کے لیے کچھ نہ ہوگا جو نہ طاقت دے گا نہ بھوک دور کرے گا۔

''ضَرِیع'' ایک کانٹے دار درخت کا نام ہے جو ایلوے [۱] سے کڑوا، مردہ سے زیادہ بدبودار اور آگ سے زیادہ گرم ہوگا، اگر جانور بھی اس کو کھالے تو مرجائے، اس کو بہت زیادہ کھانے کے بعد بھی بھوک دور نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا جس کا مفہوم ہے: ''ان کے کھانے کے لیے پیپ کے علاوہ کچھ نہ ہوگا۔ (۲)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا جس کا مفہوم ہے: ''بے شک زَقُّوم (تھوہر) کا درخت ہے گناہ گاروں کا کھانا ہے جو مثل تلچھٹ کے ہے اور پیٹ میں کھَولتا رہتا ہے۔'' (۳)

زَقُّوم کھانے کے بعد جہنمی کھولتا ہوا پانی پئیں گے جیسے پیاسے اونٹ پیتے ہیں، زَقُّوم دوزخ کی جڑ میں سے نکلتا ہے، اس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپوں کے پھن۔

حدیث شریف کا مفہوم ہے: ''زَقُّوم کا ایک قطرہ بھی دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو تمام دنیا والوں کی غذائیں کڑوی کردے۔'' (۴)

قرآنِ مجید میں ہے: ''دوزخی کھَولتے ہوئے پانی اور غَسَّاق کے علاوہ کسی ٹھنڈک اور پینے کی چیز کا مزہ تک نہ چکھ سکیں گے۔'' (۵)

---

(۱) ماخذہ مشکوۃ، کتاب الفتن، باب صفة النار واھلھا: (۲/۵۰٤) (۲) الحاقة: ۳٦- (۳) الدخان: ٤۳تا٤٦- (٤) جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب صفة شراب اهل النار: ۲/۸٦- (۵) النبأ: ۲۵،۲٤-

---

[۱] ایلوا: گھیکوار کے پودے کا عرق جو نہایت کڑوا ہوتا ہے اور دوا کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

حدیث میں ہے: ''کہ اگر غسّاق کا ایک ڈول دنیا میں ڈال دیا جائے تو تمام دنیا والے سڑ جائیں۔''①

علما نے فرمایا: غسّاق دوزخیوں کی پیپ اور اُن کا دھوون ہے یا دوزخیوں کے آنسو ہیں یا دوزخیوں کا ٹھنڈک والا عذاب ہے یا سڑی ہوئی اور ٹھنڈی پیپ ہے جو ٹھنڈک کی وجہ سے پی نہ جا سکے، مگر بھوک کی وجہ سے مجبوراً پینی پڑے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس کا مفہوم ہے: ''اگر پیاس سے تڑپ کر فریاد کریں گے تو ان کو ایسا پانی دیا جائے گا جو تیل کی تلچھٹ کی طرح ہوگا، جو چہروں کو بھُون ڈالے گا۔''②

ایک اور جگہ ارشاد ہے: ''گلے میں اٹک جانے والا کھانا ہوگا۔''③ اس کے اتارنے کے لیے تدبیریں سوچیں گے تو یاد آئے گا کہ دنیا میں پینے کی چیزوں سے گلے کی اٹکی ہوئی چیزیں اتارا کرتے تھے، لہٰذا پینے کی چیز طلب کریں گے تو کھَولتا ہوا پانی لوہے کے چمٹوں کے ذریعے ان کے سامنے کر دیا جائے گا، جب وہ چمٹے ان کے چہروں کے قریب ہوں گے تو ان کے چہروں کو بھون ڈالیں گے، پھر جب پانی پیٹوں میں پہنچے گا تو پیٹ کے اندر کی چیزوں یعنی آنتوں وغیرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے گا۔④

دوزخیوں کی جسمانی کیفیت

کافر اپنی زبان کو ایک فرسخ اور دو فرسخ تک کھینچ کر باہر نکال دے گا جس پر لوگ چلیں گے، ایک فرسخ تین میل کا ہوتا ہے۔

کافر کی ڈاڑھ اُحد پہاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کے راستے کے برابر ہوگی۔

دوزخی کے کان کی لو اور مونڈھے کے درمیان ستّر سال چلنے کا راستہ ہوگا جس میں خون اور پیپ کی وادیاں جاری ہوں گی۔

① جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب صفة شراب اهل النار: ۸۶/۲- ② الكهف: ۲۹- ③ ابراهيم: ۱۷- ④ ماخذه جامع الترمذی، ابواب صفة جهنم، باب ما جاء في صفة شراب اهل النار: ۸۵/۲-

اگر دوزخیوں میں سے کوئی شخص دنیا کی طرف نکال دیا جائے تو اس کی وحشی صورت کے منظر اور بدبو کی وجہ سے دنیا والے مر جائیں۔

دوزخی کے سارے بدن پر گندھک لپٹی ہوئی ہوگی، تاکہ اس میں جلدی اور تیزی کے ساتھ آگ لگ سکے۔①

عذاب کی وجہ سے دوزخیوں کی حالت

دوزخی اتنا روئیں گے کہ ان کے آنسو اُن کے چہروں میں نالیاں سی بنادیں گے، روتے روتے آنسو نکلنا بند ہوجائیں گے تو اُن دوزخیوں کے خون بہنے لگیں گے، جس کی وجہ سے آنکھیں زخمی ہوجائیں گی، اُن کے آنسوؤں میں کشتیاں چھوڑ دی جائیں تو وہ اُن میں چلنے لگیں۔②

دوزخی گدھوں کی طرح چلاتے ہوں گے۔③

دوزخیوں کی درخواست

عذاب سے پریشان ہوکر دوزخ کے داروغہ سے کہیں گے: ”اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی ایک دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے۔“

پھر مالک (داروغہ جہنم) سے درخواست کریں گے:

”اے مالک! تم ہی دعا کرو کہ تمھارا پروردگار ہم کو موت دے کر ہمارا کام تمام کردے۔“ دوزخیوں کی درخواست اور مالک کے جواب میں ہزار برس کا عرصہ ہوگا، اس کے بعد کہیں گے: ”آؤ! اپنے رب سے براہِ راست دعا کریں اور درخواست کریں۔“ اللہ تعالیٰ ان کی درخواست کے جواب میں فرمائیں گے:

”اسی میں پھٹکارے ہوئے پڑے رہو اور مجھ سے بات نہ کرو۔“ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد وہ ہر قسم کی بھلائی سے ناامید ہوجائیں گے۔

---

①ماخذہ جامع الترمذی،ابواب صفة جهنم،باب ماجاءفی عظم اهل النار:۸۱/۲-
②ماخذہ مشکوۃ ،کتاب الفتن،باب صفة النار واهلها: ۵۰٤/۲- ③صحیح البخاری، کتاب بدءالخلق،باب صفةالنار وانها مخلوقة :٤٦٢/۱

قیامت کا دن اور دوزخ کی حالت

قیامت کے روز دوزخ کو لایا جائے گا جس کی ستر ہزار باگیں ہوں گی، ہر باگ پر ستر ہزار فِرِشتے مقرر ہوں گے جو اُس کو کھینچ رہے ہوں گے، اگر اُس وقت فِرِشتے دوزخ کی باگیں چھوڑ دیں تو وہ ہر نیک و بد کو اپنے نرغے (لپیٹ) میں لے لے۔

جس طرح جانور دانہ تلاش کر کے چُگتا ہے، اسی طرح دوزخ میدانِ حشر سے اُن لوگوں کو چن لے گی جن کا دوزخ میں جانا طے ہو گیا ہوگا۔

جہنم میں دوزخی ڈالے جاتے رہیں گے اور دوزخ ''کیا اور بھی کوئی ہے؟'' کہتی جائے گی، سب دوزخی داخل ہو جائیں گے، پھر بھی نہ بھرے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دیں گے، جس کی وجہ سے دوزخ سمٹ جائے گی اور یوں عرض کرے گی: ''بس بس آپ کی عزت اور کرم کا واسطہ دیتی ہوں۔''

ابھی جہنم دوزخیوں سے سو سال کے فاصلے پر ہوگی تو اس کی نظریں دوزخیوں پر پڑیں گی، وہ دیکھتے ہی جوش و خروش سے آوازیں نکالے گی جسے وہ سن لیں گے۔ (۱)

دوزخ کے فِرِشتے

مختلف قسم کے عذاب دینے کے لیے اُنّیس فِرِشتے مقرر ہیں، ہر ایک فِرِشتے میں تمام جنات و انسانوں کے برابر طاقت ہے۔ (۲)

لوہے کے گُرز اور زنجیریں

دوزخیوں کے مارنے کے لیے لوہے کے گُرز ہوں گے، دوزخ کا ایک گُرز اگر زمین پر رکھ دیا جائے اور تمام جنات اور انسان مل کر اسے اٹھانا چاہیں تو نہیں اٹھا سکتے، اگر پہاڑ پر مار دیا جائے تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر راکھ ہو جائے۔

دوزخیوں کے جکڑنے کی زنجیریں آسمان اور زمین کے درمیانی فاصلے سے لمبی ہوں گی، یہ زنجیریں ان کے جسم میں پُرودی جائیں گی، پھر پاخانے کے راستے سے ڈالی جائیں گی،

(۱) ماخذہ صحیح مسلم، باب جهنم اعاذنا الله منها: ۳۸۱/۲- (۲) ماخذہ، تفسیر قرطبی: ۶۰/۱۰، ۶۱، المدثر: ۳۰-

پھر ان کے منہ سے نکالی جائیں گی، پھر انھیں آگ میں اس طرح بھونا جائے گا جیسے سیخ میں ٹِڈّی بھونی جاتی ہے۔

ایک جانب سے سیاہ بادل اٹھے گا جسے دوزخی دیکھیں گے، ان سے پوچھا جائے گا: ''تم کیا چاہتے ہو؟''۔

وہ کہیں گے: ''ہم چاہتے ہیں کہ بارش برسے۔'' چناں چہ اس بادل سے طوق اور زنجیریں اور آگ کے انگارے برسنے لگیں گے، جن کے شعلے انھیں جلائیں گے اور ان کے طوقوں اور زنجیروں میں مزید اضافہ ہوجائے گا۔

گناہ گار مسلمان، گناہوں کی سزا پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے جلد ہی چھٹکارا پالیں گے، بعض گناہ گار مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے دوزخ میں ڈالے بغیر جنت میں داخل فرمادیں گے۔ (۱)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان میں سے بنادیں، آمین۔

جنت پر ایمان اور اس کی تفصیلات

جنت اللہ تعالیٰ کا مہمان خانہ ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے ایمان والوں کے لیے بنایا ہے، اس میں وہ نعمتیں رکھی ہیں، جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے، نہ کسی کے دل پر ان کا خیال گزرا ہے۔ (۲)

جنت کی خوش بو چالیس سال کی مسافت سے محسوس ہوگی۔

جو شخص ایک مرتبہ جنت میں داخل ہوجائے گا پھر وہاں سے نکالا نہ جائے گا، جنت میں نہ موت ہے اور نہ نیند، کیوں کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے۔

جنت کی بناوٹ

جنت کے آٹھ دروازے ہیں، ان میں سے ایک دروازہ خصوصی طور پر نمازیوں کے لیے ہے، ایک جہاد والوں کے لیے، ایک صدقہ والوں کے لیے اور ایک روزہ داروں کے

(۱) ماخذہ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب یدخل الجنۃ: ۹۶۹/۲ (۲) ماخذہ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا: ۳۷۸/۲

لیے ہے۔(۱)

جنت کی مٹی خوش بو میں مشک کی طرح اور رنگ میں خالص سفید میدے کی طرح ہے۔

جنت کی عمارت میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک اینٹ چاندی کی ہے۔

اینٹوں کے جوڑنے کا گارا خالص مشک کا ہے۔

جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں۔(۲)

دو جنتیں سونے کی ہیں ان کے برتن اور ان میں ہر چیز سونے کی ہے اور دو جنتیں چاندی کی ہیں، ان کے برتن اور ان میں ہر چیز چاندی کی ہے۔

جنت میں ایک موتی کا خیمہ تیس میل یا ساٹھ میل لمبا ہے۔

جنت کی چوڑائی زمین و آسمانوں کی چوڑائی کی طرح ہے، جنت کے دو کواڑوں کے درمیان چالیس سال کی مَسافت کا فاصلہ ہے۔

ایک حدیث کا مفہوم ہے: ''جنت میں سَو درجے اوپر نیچے ہیں، ایک درجے سے دوسرے درجے تک کا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے، یعنی پانچ سو سال، سب درجوں میں بڑا درجہ فردوس کا ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلی ہیں اور اس سے اوپر عرش ہے، تم جب اللہ تعالیٰ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے: کہ ان میں ایک ایک درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے آدمی ایک درجہ میں بھر دیے جائیں تو اچھی طرح سما جائیں۔

جنت کے دروازے اتنے کشادہ ہوں گے کہ دونوں دروازوں کی درمیانی مَسافت تیز گھوڑے کی ستر برس کی مَسافت کے برابر ہوگی، پھر بھی جانے والے اتنے زیادہ ہوں گے کہ کندھے سے کندھا لگ رہا ہوگا، یہاں تک کہ اس بھیڑ کی وجہ سے دروازہ چر چرانے لگے گا۔

جنت میں ایک درخت ایسا ہے کہ گھوڑا سوار سو برس تک اس کے سایہ میں چلے تو اس کا

---

(۱) ماخذہ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب صفة ابواب الجنة: ۱/۴۶۱-

(۲) مشکوة، کتا ب الفتن، باب صفة الجنة واھلھا: ۲/۴۹۷

سایہ ختم نہ ہوگا، جنت میں جتنے درخت ہیں سب کا تنا سونے کا ہے۔
دنیا کی ساری نعمتیں جنت کی معمولی سے معمولی نعمت کا بھی مقابلہ نہیں کرسکتیں۔[۱]

جنت میں داخلہ

جنت کی طرف سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے جائیں گے، آپ کے بعد دوسرے انبیا علیہم السلام تشریف لے جائیں گے، امتوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت جنت کی طرف روانہ ہوگی، پھر اور امتیں جنت کی طرف روانہ ہوں گی۔

تمام امتیں صفیں بنائیں گی، امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۸۰/ صفیں اور باقی امتوں کی ۴۰/ صفیں ہوں گی، ایمان اور تقویٰ کے درجے کے لحاظ سے مؤمنین کی جماعتیں ہوں گی، ان سب جماعتوں کو اعزاز واکرام کے ساتھ جنت کی طرف روانہ کیا جائے گا، ان کے استقبال کے لیے جنت کے دروازے پہلے سے کھلے ہوں گے اور دروازوں پر پہنچتے ہی جنت کے محافظ ان کو سلامتی اور عیش وعشرت سے رہنے کی خوش خبری سنائیں گے۔

فقرا مال داروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

جنت کا موسم

جنت میں نہ گرمی ہوگی نہ سردی، جس طرح صبح کے وقت میں طلوع آفتاب سے پہلے پہلے ایک سہانا پن اور کیف ہوتا ہے، خوش گوار معتدل ہوا کے جھونکے آتے ہیں، ہر طرف روشنی دار سایہ ہی سایہ نظر آتا ہے، مگر روشنی ایسی نہیں ہوتی جو آنکھوں کو چندھیا دے، اسی طرح ہمہ وقت جنت میں گہرا سایہ رہے گا اور فضا معتدل ہوگی، ایک عجیب طرح کا سہانا پن اور کیف محسوس ہوتا رہے گا، روشنی میں گرمی اور تپش نہ ہوگی اور وہ روشنی جس قدر بھی تیز ہو، اس کی وجہ سے سایہ ختم نہ ہوگا اور نہ آنکھوں کو تکلیف ہوگی۔

اہلِ جنت کی صفات

سب سے پہلے جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کا چہرہ ایسا روشن ہوگا جیسے چودھویں

---

[۱] ماخذہ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة: ۴۵۹/۱، صحیح مسلم، کتاب الجنة وصفة نعیمها: ۳۸۰،۳۷۸/۲۔

رات کا چاند، پھر جو اُن کے بعد جائیں گے ان کا چہرہ تیز روشنی والے ستارے کی طرح ہوگا۔

جنتی بے ریش ہوں گے، سر، پلکوں اور بھنوؤں کے بالوں کے علاوہ ان کے بدن پر کہیں بال نہ ہوں گے، آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں ہوں گی، سب نوجوان ہوں گے، ان کی عمر ۳۰ یا ۳۳ برس رہے گی، کبھی اِس سے زیادہ عمر کے نہ ہوں گے ان کا قد بلندی میں ساٹھ ہاتھ ہوگا۔

آپس میں کوئی اختلاف اور بغض نہ ہوگا، دل لگی اور خوش طبعی کے طور پر آپس میں جام شراب کی چھینا جھپٹی کریں گے، ایک دوسرے کو سلام کریں گے، کوئی فحش بات اور گناہ کی بات وہاں سننے میں نہیں آئے گی۔①

جنت کے لباس اور بچھونے

ہر جنتی کو ستر ستر ایسے جوڑے ملیں گے جن میں سے جسم نظر آئے گا، اگر جنت کا کپڑا دنیا میں پہنا جائے تو دیکھنے والے بے ہوش ہوجائیں، موٹے اور باریک ریشم کے سبز کپڑے پیش کیے جائیں گے، جس کپڑے کو جی چاہے گا زیبِ تن کریں گے، کپڑے نہ بوسیدہ ہوں گے نہ میلے ہوں گے۔

اہلِ جنت کے سروں پر تاج ہوں گے، اس تاج کے معمولی سے معمولی موتی کی چمک بھی اتنی زیادہ ہوگی کہ وہ مشرق اور مغرب کے درمیانی خلا کو روشن کردے۔

جنتیوں کے بچھونوں کی بلندی آسمان وزمین کے درمیانی فاصلے کے برابر ہے جو پانچ سو برس کی مسافت ہے۔②

اہلِ جنت کا پہلا ناشتہ

سب سے پہلے بہ طور ابتدائی مہمانی کے جو ناشتہ پیش کیا جائے گا وہ زمین کی روٹی، بیل اور مچھلی کی کلیجی کا ہوگا۔

---

①ماخذہ صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا:۳۷۹/۲، صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ: ۴۶۱/۱–②ماخذہ جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ ثیاب اھل الجنۃ:۸۰/۲

جنت کی حوریں

ہر جنتی کے لیے بہت سی حوریں ہوں گی، حوریں نورانی مخلوق ہیں، جن کی خوب صورتی کی کوئی حد نہیں ہے، اگر وہ زمین کی طرف جھانکیں تو جنت سے زمین تک سب روشن ہو جائے اور خوش بو سے بھر جائے اور چاند وسورج کی روشنی بھی ماند پڑ جائے، ان کے سر کی اوڑھنی دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے، اگر وہ اپنی ہتھیلی زمین وآسمان کے درمیان نکالیں تو ان کے حسن کی وجہ سے مخلوق فتنے میں پڑ جائے اور اگر اپنا دوپٹہ ظاہر کریں تو اس کی چمک کے آگے آفتاب ایسا ہو جائے جیسے آفتاب کے سامنے چراغ۔

ہر جنتی کو کم سے کم دو بیویاں ''حورِعین'' میں سے ملیں گی جو ستر ستر جوڑے پہنے ہوئے ہوں گی، ستر جوڑے پہننے کے باوجود ان کے جوڑوں اور گوشت کے باہر سے ان کی پنڈلیوں کا گودا تک دکھائی دے گا جیسے سفید شیشے میں سرخ شراب دکھائی دیتی ہے، مرد جب ان کے پاس جائے گا، انھیں ہر بار کنواری پائے گا، مگر اس کی وجہ سے مرد وعورت کسی کو تکلیف نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ نے انھیں یاقوت سے تشبیہ دی ہے، یاقوت میں سوراخ کر کے اگر ڈورا ڈالا جائے تو باہر سے دکھائی دیتا ہے، جنتی اپنے چہرے کو ان کے رخسار میں آئینہ سے بھی زیادہ صاف دیکھے گا، اگر حور سمُندر میں تھوک دے تو اس کے تھوک کی شیرینی (مٹھاس) کی وجہ سے سات سمُندر شہد سے زیادہ شیریں ہو جائیں، حوریں کہیں گی کہ ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں، کبھی نہ مریں گی، ہم خوش حال ہیں، کبھی بدحال نہ ہوں گی، ہم خوش ہیں، کبھی ناراض نہ ہوں گی، مبارک ہو اسے جو ہمارا ہے اور ہم اس کے[1]

کھانے پینے سے متعلق نعمتیں

جنت میں چار نہریں اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائیں ہیں:

(۱) ''پانی کی نہریں'' جن کا پانی بدبودار نہیں ہوتا۔

(۲) ''دودھ کی نہریں'' جن کا مزہ دیر تک رہنے سے نہیں بدلتا۔

(۳) ''شراب کی نہریں'' خوش ذائقہ۔

---

[1] ماخذہ جامع الترمذی ،ابواب صفة الجنة ،باب ماجاء فی صفة اهل الجنة:۲/۸۰

(۴) ''خالص صاف شہد کی نہریں۔''

اس شہد اور دودھ جیسی دنیا کی کوئی چیز میٹھی اور سفید نہیں ہے اور نہ اس پانی اور شراب کی مثال دنیا میں مل سکتی ہے، وہ شراب ایسی نہیں جس میں بدبو، کڑواہٹ اور نشہ ہو جس کے پینے سے عقل جاتی رہے اور بے ہودہ باتیں ہونے لگیں۔

نہروں کا ایک کنارہ موتی کا، دوسرا یاقوت کا ہے، نہروں کی زمین خالص مشک کی ہے، چاروں نہریں شاخ درشاخ بہت سی نہریں ہو جاتی ہیں اور ہر ایک کے مکان سے بہتی ہوئی گزرتی ہیں، جنتیوں کے ہاتھ میں سونے کی چھڑیاں ہوں گی، ان چھڑیوں سے جس طرف اشارہ کریں گے، نہریں اسی طرف کو چلیں گی۔

جنت میں نہ پیشاب کی ضرورت ہوگی، نہ پاخانے کی، نہ تھوک ہوگا، نہ رینٹ، کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: ''پھر کھانا کہاں جائے گا؟ یعنی جب پیشاب پاخانہ نہ ہوگا تو ہضم ہو کر فضلہ کیسے نکلے گا؟''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'کھانے کے بعد ایک خوش بودار فرحت بخش ڈکار آئے گی یا فرحت بخش خوش بودار پسینہ آئے گا تو کھانا پینا ہضم ہو کر سب بوجھ اور گرانی دور ہو جائے گی، ڈکار اور پسینے کی خوش بو مشک اور کافور سے زیادہ ہوگی۔''

کھانا پینا، آرام، خوشی، جماع، لذت وغیرہ جنتیوں کو بہت حاصل ہوگا، جتنا کھائیں گے کھانا کم نہ ہوگا اور نہ لذت میں کمی ہوگی، بلکہ زیادتی ہوگی، ہر لقمے میں ستر مزے اکٹھے محسوس ہوں گے، میوے دیکھنے میں ایک جیسے ہوں گے، مگر مزے میں مختلف، اکثر ایسا ہوگا کہ دونوں مرتبہ کے پھلوں کی صورت ایک سی ہوگی جس سے وہ یوں سمجھیں گے یہ پہلی ہی قسم کا پھل ہے، مگر کھانے میں مزہ دوسرا ہوگا جس سے لطف میں اضافہ ہو جائے گا، جنت کے انگور کے ایک دانے کا رس اتنا ہوگا کہ جس سے بہت بڑا ڈول بھر جائے، جنت کی کھجوروں میں گٹھلی نہیں اور ان کی لمبائی بارہ ہاتھ ہے۔

اگر کسی پرندے کو دیکھ کر اس کا گوشت کھانے کو جی چاہے گا تو اسی وقت اس کا بھنا ہوا گوشت پاس آجائے گا، جنتی اس میں سے اس قدر کھائے گا کہ اس کا پیٹ بھر جائے گا، بعد

میں وہ پرندہ اڑ جائے گا۔

ہر شخص کو سو آدمیوں کے برابر کھانے پینے اور جماع کی طاقت دی جائے گی، جنت میں لمبی لمبی گردنوں والے اونٹوں کے برابر پرندے ہیں جو جنت کے درختوں میں اڑتے پھرتے ہیں۔

اگر پانی وغیرہ کی خواہش ہوگی تو کوزے خود بخود ہاتھ میں آجائیں گے، ان میں ٹھیک اندازے کے مطابق پانی، دودھ، شراب اور شہد ہوگا جو ان کی خواہش کے مطابق ہوگا، نہ ایک قطرہ کم نہ ایک قطرہ زیادہ، پینے کے بعد وہ کوزے خود بہ خود جہاں سے آئے تھے وہاں چلے جائیں گے۔(۱)

جنت کی دوسری بعض نعمتیں

کنگھیاں سونے کی ہوں گی، ہر جنتی کے لیے نہایت خوب صورت محلات ہوں گے۔

جنتیوں کو سونے کے، چاندی کے اور موتیوں کے زیور پہنائے جائیں گے، جنت میں سوار کے کوڑا ڈالنے کی (عام و معمولی) جگہ بھی دنیا اور اس میں موجود ہر چیز سے بہتر ہے، اگر جنتی کا کنگن ظاہر ہو تو آفتاب کی روشنی کو مٹا دے، جیسے آفتاب ستاروں کی روشنی کو مٹا دیتا ہے۔

جو چیز چاہیں گے اسی وقت ان کے سامنے موجود ہوگی، اگر کوئی جنتی سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار ہونا چاہے گا تو اس کی چاہت پوری کردی جائے گی، چناں چہ گھوڑا جنتی کو جنت میں جہاں وہ چاہے گا، لے اڑے گا، اولاد کی خواہش پر فوراً اولاد ہو جائے گی۔(۲)

جنتیوں کے خادم

اہلِ جنت کی خدمت کے لیے لڑکے ہوں گے، وہ لڑکے بکھرے ہوئے موتیوں کی طرح ہوں گے، خوب صورتی، چمک اور رنگ کی صفائی ستھرائی میں اس موتی کی طرح ہوں گے

(۱) ماخذہ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ :۴۵۹/۱، صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا:۳۷۸/۲، جامع الترمذی، ابواب صفۃ الجنۃ، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ ونعیمھا:۷۹/۲- (۲) ماخذہ صحیح البخاری، بدءالخلق، باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ :۴۶۰/۱

جو سیپی میں چھپا رہتا ہے، گرد وغبار سے محفوظ رہتا ہے۔

اللہ رب العزت کا دیدار اور اہلِ جنت سے کلام

سب سے کم درجے والے جنتی سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے:

’’اگر تجھ کو دنیا کے کسی بادشاہ کے ملک کے برابر ملک دے دیں تو راضی ہو جائے گا؟‘‘

وہ کہے گا: ’’اے پروردگار! میں راضی ہوں۔‘‘ ارشاد ہوگا: ’’جا تجھ کو اس کے پانچ گنا دیا۔‘‘ وہ کہے گا: ’’اے رب! میں راضی ہو گیا۔‘‘ پھر ارشاد ہوگا: ’’جا تجھ کو اتنا دیا اور اس سے دس گنا دیا اور اس کے علاوہ جس چیز کو تیرا جی چاہے اور جس سے تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو وہ تجھ کو دیا۔‘‘

جنت میں ایک بازار ہے، اس بازار میں طرح طرح کی نعمتیں ہیں، اس میں جنتیوں کے لیے سونے، چاندی، یاقوت، موتی، زبرجد اور نور کے منبر ہوں گے، اعمال کے بہ قدر ہر ایک جنتی کو دیے جائیں گے، عام جنتی مشک اور کافور کے ٹیلے پر بیٹھے گا، کوئی اپنے کو کم مرتبے والا نہیں سمجھے گا، سب خوشی سے ان کرسیوں اور منبروں پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے اور اس کی تعریف کریں گے، اس وقت جنت کی تمام نعمتیں بھول جائیں گے۔ (۱)

جیسے آفتاب اور چودھویں رات کے چاند کو ہر ایک اپنی اپنی جگہ سے دیکھتا ہے کہ ایک کا دیکھنا دوسرے کے لیے رکاوٹ نہیں بنتا، اسی طرح ہر ایک جنتی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا، اللہ تعالیٰ ہر ایک کی طرف توجہ فرمائیں گے، کسی سے فرمائیں گے:

’’اے فلاں بن فلاں! تجھے یاد ہے کہ جس دن تو نے ایسا ایسا کیا تھا؟‘‘

اسے دنیا کے بعض گناہ یاد دلائیں گے، بندہ عرض کرے گا: ’’اے رب! کیا آپ نے مجھے بخش نہ دیا؟‘‘

فرمائیں گے: ’’ہاں میری مغفرت کی وُسعت ہی کی وجہ سے تو اِس مرتبے کو پہنچا۔‘‘

سب اللہ تعالیٰ کا دیدار کر رہے ہوں گے کہ ان کے اوپر اَبر چھا جائے گا اور وہ ایسی خوش بو برسائے گا کہ لوگوں نے کبھی ایسی خوش بو نہ پائی ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا:

---

(۱) جامع الترمذی، ابواب الجنۃ، باب ماجاء فی سوق الجنۃ: ۸۱/۲

''اس بازار سے جو چیزیں تمھیں پسند ہوں وہ لے لو۔'' چناں چہ جنتی اپنی اپنی خواہش کے مطابق چیزیں لے لیں گے،جنتی اس بازار میں ایک دوسرے سے ملیں گے ، چھوٹے مرتبے والا بڑے مرتبے والے کے لباس کو پسند کرے گا، ابھی گفتگو ختم نہ ہوگی کہ چھوٹے مرتبے والا سمجھے گا کہ میرا لباس اس سے اچھا ہے، پھر جنتی اپنی اپنی قیام گاہ پر واپس آئیں گے، ان کی بیویاں ان کا استقبال کریں گی اور مبارک باد دے کر کہیں گی:

''اب آپ کی خوب صورتی اُس وقت سے کہیں زیادہ ہے جب کہ آپ ہمارے پاس سے گئے تھے۔'' وہ جواب دیں گے: ''اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمیں بیٹھنا نصیب ہوا، اس لیے ہماری خوب صورتی بڑھ گئی۔'' عام مؤمنین کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہر ہفتے میں جمعے کے دن ہوا کرے گا اور خاص مؤمنوں کو صبح وشام روزانہ ہوا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی نصیب فرمائیں، آمین۔

اللہ تعالیٰ جنتیوں سے پوچھیں گے: ''تم خوش بھی ہو؟''۔

وہ عرض کریں گے:

''بھلا خوش کیوں نہ ہوں، آپ نے تو ہم کو وہ چیزیں دی ہیں جو آج تک کسی مخلوق کو نہیں دیں۔''

ارشاد ہوگا: ''کیا ہم تمھیں ایسی چیز دیں جو اِن سب سے بڑھ کر ہو؟''۔

وہ عرض کریں گے: ''اِن سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی؟''۔

ارشاد ہوگا: ''میں تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا، کبھی ناراض نہ ہوں گا۔''

جب جنتی جنت میں جا چکے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائیں گے:

''تم کچھ اور چاہتے ہو کہ وہ میں تم کو دوں؟''۔

وہ عرض کریں گے: ''ہمارے چہرے آپ نے روشن کر دیے، ہم کو جنت میں داخل کر دیا ہم کو دوزخ سے نجات دے دی اور ہم کو کیا چاہیے؟''۔

اُس وقت اللہ تعالیٰ پردہ اٹھا دیں گے، جس قدر اللہ تعالیٰ کے دیدار میں لذت ہوگی اتنی

لذت اور کسی نعمت میں نہ ہوگی۔ (۱)

جنتیوں کا کلام

جنتیوں کی زبان پر ہر وقت تسبیح اور تکبیر و تحمید سانس کی طرح جاری رہے گی۔
جنتی اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں گے اور کہیں گے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾ (۲)

ترجمہ: ''اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں قیام کریں، عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا بدلہ ہے۔''

اعراف کا بیان

''اعراف'' جنت اور دوزخ کے درمیان ایک دیوار ہے جو جنت کی لذتوں کو دوزخ تک اور دوزخ کی تکلیفوں کو جنت تک پہنچنے کے لیے رکاوٹ ہے، جن لوگوں کی نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں گی، وہ شروع میں ''اعراف'' میں رہیں گے، پھر اللہ تعالیٰ کے فضل سے جنت میں جائیں گے۔

کفر، شرک، بدعت اور بڑے گناہوں کا بیان

کن باتوں سے آدمی ایمان سے نکل جاتا ہے؟

جن چیزوں پر ایمان لانا ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک چیز کا بھی انکار کرنا کفر ہے، اگر کوئی مسلمان جان بوجھ کر بغیر کسی مجبوری کے بہ حالتِ ہوش و حواس کوئی کلمۂ کفر زبان سے نکالے گا تو کافر ہو جائے گا۔

مثلاً: کسی نے کہا: ''نماز پڑھو۔'' اس نے جواب میں کہا: ''نماز فرض نہیں۔'' یا کسی نے کہا: ''سود، زنا، جھوٹ، ناحق قتل کرنا، ظلم کرنا، جادو کرنا، شراب پینا، جوا کھیلنا، غیبت کرنا حلال ہے۔'' یا یوں کہا: ''تیرے اسلام پر لعنت'' ان باتوں کے کرنے سے کافر ہو جائے گا۔

---

(۱) ماخذہ جامع الترمذی، ابواب صفة الجنة، باب ماجاء فی رویة الرب تبارك وتعالیٰ: ۸۲/۲، صحیح البخاری، بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة: ۴۶۰/۱- (۲) الزمر: ۷۴

اگر کہا: ''اللہ نہیں ہے، یہ سب ڈھونگ ہے۔'' یا یوں کہا: ''دنیا خود بہ خود بن گئی۔'' یا یوں کہا: ''اللہ تعالیٰ ہر وقت موجود نہیں یا ہمیشہ سے نہیں۔'' یا یوں کہا: ''وہ رحیم نہیں۔'' یا یوں کہا: ''اللہ تعالیٰ ظالم ہے۔'' یا یہ کہا: ''مجھے بھی غیب کا علم ہے۔'' یا یہ کہا: ''فرِشتے موجود نہیں، اگر ہوتے تو ہمیں دکھائی دیتے۔'' یا قرآنِ کریم کی توہین کے طور پر کہا: ''میں نے بہت قرآن پڑھ لیا۔'' یا داڑھی والے کو کہا: ''یہ کیا بری شکل بنا رکھی ہے۔'' یا یوں کہا: ''دوزخ اور جنت کا ذکر صرف لوگوں کو ڈرانے اور خوش کرنے کے لیے کیا ہے، ورنہ حقیقت میں کچھ نہیں۔'' یا قرآنِ مجید کو اہانت کی غرض سے نجاست یا آگ میں ڈالا تو اِن تمام صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔(۱)

کفریہ بات زبان سے نکالنے کا وبال

(۱) نکاح ٹوٹ جائے گا۔

(۲) اس کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور حرام ہو جائے گا۔

(۳) اس کے پچھلے تمام نیک اعمال کا اجر ضائع ہو جائے گا۔(۲)

فائدہ: اگر اسلام کو چھوڑنے کا ارادہ نہ ہو، بلکہ نادانی اور بے وقوفی سے کلمۂ کفر سرزد ہو جائے تو بھی کفر سے توبہ کرنی چاہیے اور احتیاطاً دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے، توبہ کرنے سے پہلے اس کے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا جانور نہ کھایا جائے۔

کتبِ فقہ میں جو الفاظ کلماتِ کفریہ کے نام سے بیان کیے جاتے ہیں، ان کا حاصل صرف یہ ہے کہ ان کلمات سے ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار نکلتا ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس شخص کی زبان سے یہ کلمات نکلیں، اس کو بے سوچے سمجھے اور مطلب کی تحقیق کیے بغیر کافر کہہ دیا جائے، جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ کہنے والے کی مراد اس کے اپنے الفاظ سے وہی معنی ومفہوم ہے جو کافرانہ عقیدہ ہے، اس کو کافر کہنا جائز نہیں۔(۳)

(۱) البحرالرائق، احکام المرتدین: ۱۲۰/۵، عالمگیری، باب التاسع فی المرتدین: ۲۵۵/۲۔
(۲) فتاویٰ شامی، باب المرتدین: ۲۴۵/۴۔ (۳) فتاویٰ شامی، باب المرتد: ۲۲۲/۴، شرح الفقه الاکبر، فصل فی العلم والعلماء: ص ۱۷۴۔

شرک کی حقیقت

کسی اور کو اللہ تعالیٰ کے برابر سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کی مخصوص تعظیم، عبادت وفرمان برادری کی طرح کسی اور کی بھی تعظیم، عبادت اور فرمان برداری کرنا شرک ہے۔

بدعت کی حقیقت

کفر اور شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ بدعت ہے۔

بدعت وہ کام ہے جس کا کوئی ثبوت شریعت میں نہ ہو، یعنی قرآنِ مجید اور احادیثِ مبارکہ میں اس کا ثبوت نہ ہو، اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے زمانے میں اس عمل کا وجود ہو اور نہ ہی اس عمل کی مثال ان زمانوں میں پائی جائے۔①

کسی عمل کے ثبوت کی چار دلیلیں ہیں: (۱) کتاب اللہ (۲) سنت رسول اللہ (۳) اِجماعِ امت (۴) قیاسِ مجتہدین۔

شریعت کی ان چاروں دلیلوں سے اس عمل کا ثبوت نہ ملے اور اس کو دین کا کام سمجھ کر کیا جائے یا چھوڑا جائے۔①

بدعت بہت برا اور بہت بڑا گناہ ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدعت کو مردود فرمایا ہے اور جو شخص بدعت ایجاد کرے اس کو دین کا ڈھانے والا بتایا ہے۔③

چند بدعتیں یہ ہیں

(۱) پختہ قبریں بنانا۔

(۲) قبروں پر گنبد بنانا۔

(۳) قبروں پر چراغاں کرنا۔

① فتح الباری، کتاب الصلوة التراویح: ۲۱۹/٤- ② فتاویٰ شامی، کتاب الصلوۃ باب الامامة: ۵۲۵/۱- ③ صحیح البخاری، کتاب الصلح، باب اذا اصطلحوا علی..... ۳۷۱/۱، صحیح مسلم، کتاب الاقضية، باب نقض الاحکام الباطلة ورد محدثات الامور: ۷۷/۱-

(۴) قبروں پر پھول، چادریں، غلاف ڈالنا۔

(۵) میت کے مکان پر کھانے کے لیے جمع ہونا۔

(۶) ایصالِ ثواب میں دن، خوراک، طریقے کا مخصوص کرنا۔

(۷) رسمِ قل، سوئم، گیارہویں، چہلم اور عرس۔[۱]

چند کبیرہ گناہ

کفر، شرک اور بدعت کے علاوہ اور بھی گناہ ہیں جو کبیرہ گناہ کہلاتے ہیں جو توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتے جن میں سے چند یہ ہیں:[۲]

(۱) غیبت کرنا اور غیبت کا سننا۔

(۲) جھوٹ بولنا۔

(۳) بہتان لگانا۔

(۴) نامحرم عورت کو دیکھنا، اس کی آواز کا شہوت کے ساتھ سننا، اس کے پاس تنہائی میں بیٹھنا۔

(۵) گانا سننا، باجا بجانا، ناچ کا دیکھنا سننا۔

(۶) چھپ کر کسی کی بات سننا۔

(۷) ہنسانے کے لیے بیہودہ بات کہنا۔

(۸) ایسی کتابوں کا پڑھنا، لکھنا، سننا، چھپوانا، جن میں جھوٹ، فسق و فجور اور نافرمان عورتوں کا ذکر یا عشق اور دیگر بری باتیں ذکر کی گئی ہوں۔

(۹) ماں باپ کی نافرمانی کرنا، ان پر غصہ کرنا۔

(۱۰) تجارت کے احکام کو جانے بغیر تجارت کرنا۔

(۱۱) ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا۔

---

[۱] ماخذهم فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، (امداد المفتین) کتاب السنة،والبدعة: ۲/۱۵۴تا ۲۱۵- [۲] ان گناہوں سے بچنے کے لیے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''گناہِ بے لذت'' اور ''کسی کو کتاب تکلیف نہ دیجیے'' ان دو کتابوں کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(۱۲) فضول خرچی کرنا۔

(۱۳) استاذ کی بے ادبی کرنا۔

(۱۴) چہرے پر مارنا۔

(۱۵) امانت میں خیانت کرنا۔

(۱۶) تین دن سے زیادہ سوگ منانا۔

(۱۷) لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنا۔

(۱۸) جھوٹی گواہی دینا، سچی گواہی کو چھپانا۔

(۱۹) چغلی کرنا۔

(۲۰) دھوکہ دینا۔

(۲۱) اپنے گھروں اور کمروں میں تصویریں لگانا، بلاضرورت تصویریں اور فوٹو کھینچنا، کھنچوانا۔

(۲۲) لوگوں کو حقیر وذلیل سمجھنا۔

(۲۳) گالی دینا۔

(۲۴) سود لینا، دینا۔

(۲۵) ڈاڑھی منڈانا، ایک مشت سے کم کرنا۔ (۱)

(۲۶) رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنا۔ (۲)

(۲۷) بدعہدی کرنا۔

(۲۸) دکھلاوے کے لیے کوئی کام کرنا۔

(۲۹) یتیم کا مال ناحق کھانا۔

---

(۱) ڈاڑھی منڈانا یا ایک مشت سے کم کرنا، یہ دونوں عمل گناہِ کبیرہ ہیں، اور کم سے کم ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے؛ لہٰذا اس گناہ سے بچنے کے لیے ''ڈاڑھی کی شرعی حیثیت'' کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ (۲) قرآن وحدیث میں صلہ رحمی کی بڑی تاکید اور قطع رحمی پر بڑی وعیدیں آئی ہیں؛ لہٰذا صلہ رحمی پر عمل کرنے اور قطع رحمی سے بچنے کے لیے ''رشتہ داری کا خیال کیجیے'' کا مطالعہ کیجیے، ان شاء اللہ بڑا فائدہ ہوگا۔

(۳۰) رشوت لینا دینا۔

(۳۱) حیض کی حالت میں بیوی سے صحبت کرنا۔

(۳۲) چیزوں کی قیمتیں زیادہ ہونے سے خوش ہونا۔

(۳۳) اللہ تعالیٰ کے رزق میں عیب نکالنا۔

(۳۴) دوسروں کے مقابلے میں خود کو اچھا سمجھنا۔

(۳۵) اپنی بڑائی چاہنا۔

(۳۶) حسد کرنا۔

(۳۷) مسلمانوں سے کینہ رکھنا۔

(۳۸) بلا وجہ غصہ کرنا۔

(۳۹) کنجوسی کرنا۔

(۴۰) بے فائدہ بات یا کام کرنا جس میں نہ دینی فائدہ ہو، نہ دنیوی۔

(۴۱) دھوکہ دینے کے لیے بالوں کو سیاہ خضاب لگانا۔

(۴۲) بوڑھوں کی توہین کرنا۔

چند غلط اور مشہور باتوں کی اصلاح

(۱) سوتے میں شمال کی طرف پاؤں کرنا منع نہیں۔

(۲) قینچی بجانے سے آپس کی لڑائی کا کوئی تعلق نہیں۔

(۳) دو آدمیوں کا ایک کنگھی کو استعمال کرنا لڑائی کا سبب نہیں۔

(۴) کوے کا گھر میں بولنے سے مہمان کے آنے کا کوئی تعلق نہیں۔

(۵) مرد کی بائیں آنکھ اور عورت کی دائیں آنکھ پھڑ کنے سے کسی مصیبت، رنج اور تکلیف کا کوئی تعلق نہیں، اور اس کے برعکس ہونے سے خوشی کا کوئی تعلق نہیں۔

(۶) کتے کے رونے سے وبا یا بیماری کا کوئی تعلق نہیں۔

(۷) جاتے ہوئے شخص کو پیچھے سے بلانے کی وجہ سے ہونے والا کام رکتا نہیں۔

(۸) ہاتھ کی ہتھیلی میں خارش ہونے سے کچھ ملنے کا کوئی تعلق نہیں۔

(۹) شام کے وقت مرغے کا اذان دینا برا نہیں۔

(۱۰) اسلام میں نحوست کا کوئی تصور نہیں، چناں چہ منگل کا دن منحوس نہیں، ماہِ صفر منحوس نہیں، رات کے وقت چوٹی کرنا، جھاڑو دینا، ناخن کاٹنا، کھانا کھا کر جھاڑو دینا، عصر کی اذان کے بعد جھاڑو دینا، جھاڑو کھڑی رکھنا، چپل کے اوپر چپل رکھنا، چارپائی پر چادر لمبائی والی جانب کھڑے ہو کر بچھانا نحوست کا سبب نہیں۔

(۱۱) صبح سویرے کسی کو گالی دینے، ٹھوکر لگ جانے یا اور کوئی تکلیف پہنچ جانے پر شام تک اسی طرح ہوتے رہنے کا شگون لینا، صحیح نہیں۔

(۱۲) کسی کام کے لیے جاتے وقت بلی کے اپنے آگے سے گزر جانے سے اس کام میں ناکامی ہونے کا خیال کر لینا، صحیح نہیں۔

(۱۳) دکان دار کا صبح سویرے سامان ادھار دینے سے اس لیے انکار کرنا کہ اگر میں نے شروع ہی میں ادھار دے دیا تو مال شام تک ادھار ہی فروخت ہوگا، صحیح نہیں۔

(۱۴) کسی آدمی کے غائبانہ تذکرے کے دوران یا کچھ دیر بعد اس شخص کے آ جانے پر یہ سمجھنا کہ یہ شخص بڑی لمبی عمر والا ہے، صحیح نہیں۔

(۱۵) مختلف قسم کی سالگرہ منانا درست نہیں۔

(۱۶) مختلف رنگ کی چوڑیاں اور کپڑے پہننا جائز ہے، یہ خیال کہ فلاں رنگ سے مصیبت آئے گی، درست نہیں۔

(۱۷) شریعت میں کوئی مہینہ ایسا نہیں جس میں شادی سے منع کیا گیا ہو۔

(۱۸) ہفتے کے سارے دنوں میں سرمہ لگانے کی اجازت ہے۔

(۱۹) فال کھلوانا ناجائز ہے، قرآنِ مجید سے فال دیکھنا گناہ ہے۔

(۲۰) نجومیوں کو ہاتھ دکھانا اور ان سے مستقبل کا حال معلوم کرنا، اور اس پر یقین کرنا، جائز نہیں، کوئی شخص کسی کی قسمت کا صحیح صحیح حال نہیں بتا سکتا، نہ برجوں اور ستاروں میں کوئی ذاتی تاثیر ہے۔

(۲۱) بچے کی پیدائش پر بچوں کو نظرِ بد سے بچانے کے لیے اس کے گلے یا ہاتھ کی

کلائی میں کالے رنگ کی ڈوری باندھنا یا بچے کے سینے یا سر پر کاجل سے سیاہ رنگ سے نشان لگانا، درست نہیں۔

(۲۲) غروبِ آفتاب کے فوراً بعد بتی یا چراغ جلانا ضروری نہیں۔

(۲۳) منگل یا جمعہ کو کپڑے دھونے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲۴) مصلّے کا کونا اس لیے الٹنا کہ نہ الٹنے کی صورت میں شیطان اس پر عبادت کرے گا، درست نہیں۔

(۲۵) زمین پر گرم پانی گرانا منع نہیں۔

(۲۶) زمین پر نمک گر جانے کی صورت میں یہ سمجھنا کہ قیامت کے دن پلکوں سے اسے اٹھانا پڑے گا، درست نہیں۔

(۲۷) مختلف قسم کے پتھروں کی انگوٹھیاں پہننا کہ اس سے ہماری زندگی خوشگوار ہوگی، درست نہیں۔

(۲۸) ایمان میں داخل ہونے کے لیے اور داخل ہونے کے بعد چھ کلمے، ایمان مفصل یا ایمان مجمل کے الفاظ کو سیکھنا ضروری نہیں۔

(۲۹) صدقہ سے آفت ٹلتی ہے، اور صدقہ بہ صورت نقد زیادہ افضل ہے، لہذا کسی بیمار کی طرف سے بکرا صدقہ کرنے کو ضروری سمجھنا اور اس کا گوشت اس نیت سے چیلوں کو پھینکنا کہ جلد آسانی سے روح نکل جائے، یا صدقہ کی برکت سے شفا ہو جائے، درست نہیں۔

(۳۰) جوتے اتارنے کے بعد اگر وہ آگے پیچھے ہوں تو یہ سمجھنا کہ یہ جوتا جس کا ہے، اب وہ سفر کرے گا یہ درست نہیں ہے۔[۱]

---

[۱] مأخذهم احسن الفتاویٰ، کتاب الایمان والعقائد، باب ردالبدعات: ۳۳۶/۱ تا ۳۸۵، فتاویٰ رحیمیه (جدید) کتاب العقائد، مایتعلق بالسنة والبدعة: ۵۹/۲ تا ۲۴۵، فتاویٰ محمودیه، باب البدعات والرسوم: ۴۰۱/۱۵ تا ۴۳۰

مزید مسائل کے سلسلے میں نیچے دیے گئے نمبرات پر مفتیان کرام سے رابطہ فرمائیں:

ذمہ داران جامعہ

مولانا احمد اللہ صاحب ایرانی مہتمم جامعہ
8806243767

مولانا عبدالصمد صاحب ایرانی
9422614004

مولانا عبدالمجید صاحب اچل کرنجی
9822976522

مولانا عبدالرحمن صاحب ادگاؤں
9421108481

حافظ نور الہدی صاحب میرج
9860540587

مولانا ناصر صاحب ادگاؤں
8600118836

جناب دستگیر مستری شرولی
9890077593

مفتیان جامعہ

مفتی بدرالدین صاحب بارڈی
9421030886

مفتی یوسف صاحب اچل کرنجی
9689693435

مفتی صدیق صاحب نواکھیڑ
9922098249

مفتی ذاکر حسین صاحب ادگاؤں
9595701787

مفتی عرفان صاحب میرج
9764062061

مفتی نعمت اللہ صاحب ادگاؤں
9503081157

مفتی محمد صاحب کولہاپور
9975838594

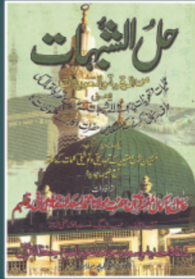
خادمین جامعہ

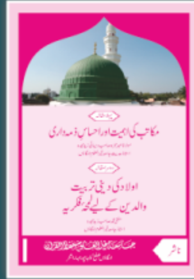
حافظ نصر الدین صاحب ادگاؤں
9028760956

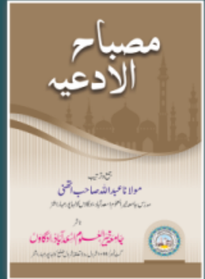
جناب عبدالقادر بھائی اچل کرنجی
9270626130

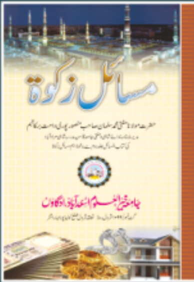
جامعہ کی دیگر مطبوعات

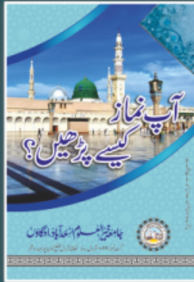


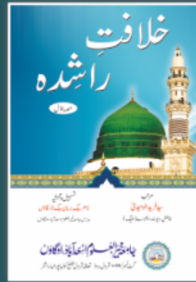


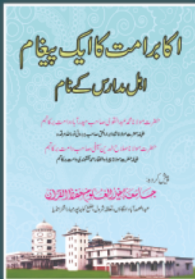


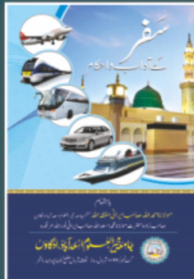














شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ خیر العلوم اسعد آباد، ادگاؤں

گٹ نمبر/۱۰۹۹ اشرول روڈ تعلقہ شرول ضلع کولہاپور مہاراشٹر